نمبر ۴۹ | مورخہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۳۱ء یوم پنجشنبہ | مطابق ۹ جمادی الثانی ۱۳۵۰ھ | جلد ۱۹

معاملات کشمیر کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح کا بیان

مسلمانانِ کشمیر کے مطالبات کے متعلق مہاراجہ بہادر کے اعلان پر تبصرہ

قادیان ۲۰ اکتوبر۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز صدر آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے حسب ذیل بیان اخبارات کو ارسال فرمایا ہے

مہاراجہ صاحب کشمیر نے مسلم نمائندگان کو جو جواب دیا ہے اسے میں نے بہت دلچسپی سے پڑھا ہے۔ اس میں کئی ایک ایسی باتیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مہاراجہ صاحب کے دل میں اپنی رعایا کو مطمئن کرنے کی پوری خواہش ہے۔ لیکن بدقسمتی سے اس میں کوئی تعمیری پروگرام نہیں بیان کیا گیا۔ اور بہت کچھ تفصیلات پر منحصر ہے۔ جو ابھی پردۂ راز میں ہیں۔

کیا ہی اچھا ہوتا۔ اگر مہاراجہ صاحب فوری اعلان کر دیتے کہ ان کی رعایا کو بغیر کسی مزید تاخیر کے انسانیت کے وہ تمام ابتدائی حقوق عطا کر دیئے جائیں گے۔ جو میموریل کی ابتدا میں درج ہیں اور جن سے وہ اس وقت تک محروم چلی آتی ہے۔ ایسے اعلان کے لئے کسی لمبے چوڑے غور و خوض کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ یہ حقوق نہ صرف برٹش انڈیا میں۔ بلکہ تمام متمدن ممالک میں خواہ وہ تہذیب کے کسی درجہ پر کیوں نہ ہوں۔ رعایا کو حاصل ہیں۔

مہاراجہ صاحب کے لئے بہترین طریق یہ تھا۔ کہ ان تمام قوانین کو منسوخ کر دیتے۔ جو غیر متعلق اشخاص کے نزدیک بھی ان کی رعایا کی ذہنی و اقتصادی ترقی کے لئے مضر ہیں۔ ایسے امور کے تصفیہ کے لئے جو زیادہ غور و فکر کے محتاج ہیں۔ کشمیر میں ایک گول میز کانفرنس کے انعقاد کا اعلان کر دیتے۔ اور ساتھ ہی مسلم نمائندوں کی ایک کمیٹی مقرر کر دیتے۔ جو وزراء کے سامنے اپنی شکایات پیش کرتی۔ جن کا دور کرنا رعایا کا اعتماد حاصل کرنے میں بہت ممد ہوگا

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے کے نزدیک مہاراجہ صاحب کی طرف سے دلال کمیشن کی رپورٹ کی تائید نے اس اعلان کے مفید اثر کو بہت حد تک کمزور کر دیا ہے۔ کیونکہ اس رپورٹ کی نہ صرف مسلمانوں نے بلکہ انگریزوں کے اخبارات نے بھی مذمت کی ہے۔ اور یہ بعض صحیح۔ بعض نیم صحیح اور بعض بالکل بے بنیاد بیانات کے ایک مرقع سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔ اور اگر اب بھی ایسے ہی کمیشن مقرر کئے گئے۔ تو ان کا نتیجہ ابھی سے ہی معلوم کیا جا سکتا ہے۔ اور صاف ظاہر ہے کہ ان سے نہ مسلمانوں کو اطمینان ہوگا۔ اور نہ ہی غیر متعلق بیرونی دنیا کو۔

حضور کا خیال ہے۔ مہاراجہ صاحب کے دل میں اپنی رعایا کو مطمئن کرنے کی حقیقی خواہش موجود ہے۔ اور ان کے جواب میں بعض نقائص اس عجلت کا نتیجہ ہیں جس میں یہ جواب تیار کیا گیا۔ گہرے غور کے بعد ہز ہائی نس ان کوتاہیوں کو دور کر دینگے۔ تاکہ ان کی رعایا امن و خوشحالی کی زندگی بسر کر سکے۔

حضور یہ بھی واضح کر دینا چاہتے ہیں۔ کہ یہ ان کی ذاتی رائے ہے۔ اور باقاعدہ اعلان ان کو اسوقت کیا جائیگا جبکہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے ایک فوری اجلاس میں تمام معاملہ پر غور کر لیا جائیگا۔

تبلیغی رپورٹیں

الجماعۃ الاحمدیۃ فی البلاد العربیۃ

مولوی جلال الدین صاحب کو الوداع

۲۷ ستمبر جماعت احمدیہ کبابیر و حیفا کا ایک اجتماع ہوا جس میں مکرم مولانا جلال الدین صاحب کو الوداع کہا گیا۔ سکرٹری جماعت السید رشدی آفندی نے ایڈریس پڑھا جس میں مولوی صاحب کی مساعی جمیلہ کا ذکر اور جماعت کی تاریخ و نصائح بیان کیں۔ اور پھر جدید مبشر کو خوش آمدید کہی گئی۔ بعد ازاں ابو کمال آفندی۔ حمدی خلیل مقصود آفندی نے پر محبت لہجہ میں اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ اور ایک قصیدہ بھی پڑھا۔ آخر میں مکرمی مولوی صاحب نے طویل مگر درد و محبت میں ڈوبا ہوا خطبہ پڑھا۔ جماعت کے دوستوں کو نصائح کیں۔ اور جماعت کی تنظیم کے متعلق ضروری ہدایات دیں۔ اور خاکسار کے ساتھ تعاون کرنے کی تلقین فرمائی۔ خاتمہ پر سارے مجمع کا فوٹو لیا گیا۔ ۳۰ ستمبر ۸ بجے صبح مولوی صاحب حیفا سے مصر کے لئے روانہ ہو گئے۔ خاکسار نے معہ جماعت ریلوے سٹیشن پر آپکو رخصت کیا اور آپ دیار محبوب کے عزم سے میدان جہاد سے روانہ ہوئے۔ مولوی صاحب کو رخصت کرنے کے بعد ہم سب دار التبلیغ میں جمع ہوئے۔ دعا کی۔ اور آئندہ تبلیغی کام کے متعلق باہمی مشورہ کیا ؛

ترجمہ نبشت چھاپا اور درس قرآن

مولانا جلال الدین صاحب شمس نے اس علاقہ میں نہایت محنت اور جانفشانی سے کام کیا جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ خدا تعالیٰ نے انکو اسجگہ ایک مخلص جماعت بھی دی جسمیں سے بعض تو اپنے اخلاص اور عشق احمدیت میں قابل رشک نمونہ ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام آتا ہی تو انکے منہ سے بیساختہ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہ نکل جاتا ہی۔ احمدیت کیلئے وہ ہر قسم کی قربانی کر رہے ہیں لیکن چونکہ جماعت ابھی ابتدائی حالت میں ہی اس لئے تربیت کی بڑی ضرورت ہے۔ خاکسار نے آجتک تین جمعے پڑھائے ہیں۔ درس قرآن بھی دیتا ہوں۔ علاوہ اسکے ہر ملاقات اور اجتماع پر تربیت کی طرف توجہ کرتا ہوں۔ بعض دوستوں پر غیر احمدی سوال کرتے ہیں انکو جوابات بتاتا ہوں۔ آئندہ کے لئے باقاعدہ تبلیغی درس کیلئے وقت مقرر کیا گیا ہے ؛

مسجد محمود کبابیر

کبابیر کے احباب مسجد بنانے میں منہمک ہیں۔ اسوقت تک دیواریں مکمل ہو چکی ہیں۔ چھت اور ستون باقی ہیں۔ پہلی فہرست چندہ کے علاوہ مندرجہ ذیل رقوم مزید وصول ہوئی ہیں:۔

ممدوح آفندی دمشقی ۔ ۳۲ قرش
الشیخ عبد الرحمن برجاوی ۵۰ "
ابو العطاء جالندھری ۱۰۰ "

انکے علاوہ بعض اور رقوم بھی عنقریب وصول ہونیوالی ہیں انشاء اللہ۔

خطبہ جمعہ اور ایک مدرس کے تاثرات

۲ اکتوبر جب ہم کبابیر میں جمعہ پڑھنے کیلئے جمع ہوئے تو گورنمنٹ سکول حیفا کا ایک مدرس مردم شماری کے متعلق ابتدائی کارروائی کرنیکے لئے آیا۔ بعض دوستوں نے اسے کہا کہ نماز میں شریک ہو جائے مگر اسنے انکار کیا لیکن جب اس نے خطبہ جمعہ سنا تو پھر خود بخود نماز میں شریک ہو گیا بعد میں کہنے لگا۔ کہ آپکے خطبہ نے میرے خیالات احمدیت کے متعلق بدل دئے ہیں دیر تک پھر اس سے سلسلہ گفتگو جاری رہا۔ وہ چاہتا تھا کہ یہ خطبہ تو تعلیم یافتہ طبقہ کے لوگوں کے سامنے جامع مسجد حیفا میں ہوتا تا انکو بھی ایمان پیدا ہو۔ اسنے دار التبلیغ حیفا میں آنیکا وعدہ کیا

مردم شماری میں احمدی

بلاد فلسطین میں ۱۸ نومبر ۱۹۳۱ء کو اصل مردم شماری ہوگی۔ یہ پہلی مردم شماری ہی جس میں جماعت احمدیہ ان بلاد میں اپنے متعلق احمدی لکھائیگی۔ چنانچہ احباب کبابیر نے فرقہ کے خانہ میں احمدی لکھایا ہے اور غیر احمدی احباب نے "فقط سنی" لکھایا

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ — ھو الناصر

چند نصائح

(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے قلم سے)

گو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک معقول حصہ جماعت نے تحریک چندہ خاص کیطرف اخلاص سے توجہ کی ہے لیکن ابھی بہت سی جماعتیں اور افراد ایسے ہیں جنہوں نے اس طرف بہت کم توجہ کی ہے۔ یا بالکل نہیں کی ؛

آپ کے راستہ میں مشکلات ہیں تو یاد رکھیں کہ یہ مشکلات اوروں کے راستہ میں بھی ہیں مگر باوجود اس کے وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانی سے نہیں ڈرے۔ بلکہ ابھی اور قربانی کرنے کو تیار ہیں ؛

اگر آپ کے اخراجات کی زیادتی آپ کے لئے مانع ہے۔ تو یاد رکھیں کہ اخراجات کی زیادتی کے ذمہ وار زیادہ تر آپ ہی ہیں۔ سلسلہ کی ذمہ واری دوسرے نمبر پر نہیں۔ بلکہ پہلے نمبر پر ہے ؛

آپکو ان دلیلوں سے تسلی نہیں ہونی چاہیئے جن سے آپ لوگوں کو خاموش کرا سکیں بلکہ ان سے جو قیامت کے دن خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کر سکیں ایک وقت تھا کہ ہندوستان قربانی سے خالی تھا۔ اسوقت آپکی قربانی بڑی نظر آتی تھی۔ اب ہندوستان میں قربانی کا احساس ہو گیا ہے۔ اور دوسری اقوام سے زیادہ قربانی کئے بغیر آپ سرخرو نہیں ہو سکتے ؛

وہ شخص جو اس بات کی انتظار میں رہتا ہے کہ کوئی دوسرا مجھے تحریک کرے اپنے ایمان کی فکر کرے۔ مومن کا کام نیک تحریک کرنا ہے نہ کہ دوسرے کی تحریک کا منتظر رہنا ؛

وہ شخص جو اپنے نفس کے لئے عذر تلاش کرنے میں لگا رہتا ہے۔ ناکام رہتا ہے۔ کامیابی کا منہ وہی دیکھتا ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرنے میں سختی سے کام لیتا ہے ؛

یہ خیال کرو کہ تم امتحان میں پڑ گئے یہ تو محض امتحان کی تیاری ہے امتحان تو آنیوالا ہے۔ جو آج گھبراتا ہی۔ اس کا کل کیا حال ہوگا ؛

مبارک ہیں وہ جو ہر امتحان کیلئے تیار رہتے ہیں جنہیں اس امر کا صدمہ نہیں کہ انسے قربانی کیوں طلب کیجاتی ہی۔ بلکہ اس امر کا خوف ہے کہ حقیقی قربانی کے مطالبہ سے پہلے وہ اس دنیا سے رخصت نہو جائیں ہاں مبارک ہیں وہ۔ کیونکہ فتح انہی کے نام لکھی جائیگی ؛

خاکسار مرزا محمود احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۴۹ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۳۱ء | جلد ۱۹

سیرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق جلسے

جلسوں کو کامیاب بنانے کیلئے پوری جدوجہد کیجائے

۸ نومبر کے جلسے

سیرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی تحریک پر ہر سال نہ صرف تمام ہندوستان میں بلکہ کئی ایک بیرونی ممالک میں بھی ایک مقررہ دن جو جلسے منعقد ہوتے ہیں۔ اور جن میں غیر مسلم اصحاب کو شرکت کی دعوت دے کر ان کے لئے بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاکیزہ زندگی کے متعلق صحیح واقفیت حاصل کرنے کا موقعہ مہیا کیا جاتا ہے۔ ان کے متعلق اعلان ہو چکا ہے۔ کہ وہ اس سال ۸ نومبر بروز اتوار منعقد کئے جائیں گے۔ اور ان میں سیرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسب ذیل دو پہلوؤں پر خصوصیت سے لیکچر ہوں گے:۔

(۱) وہ بادشاہت جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں قائم کرنا چاہتے تھے۔

(۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کامل ہے۔

جلسہ کے مقررہ مضامین

یہ دونوں پہلو جسقدر اہم ہیں۔ انکے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ غیر مسلم تو الگ رہے خود مسلمانوں کے لئے بھی ان کی تشریح و تفصیل بیان کرنا نہایت ضروری ہے۔ اور اس سے وہ بہت کچھ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ پس ان مبارک جلسوں کو کامیاب بنانا اور بہ تعداد کثیر ان میں شامل ہونا۔ ہر فرقہ اور ہر طبقہ کے مسلمانوں کا نہایت ضروری فرض ہے۔ اور ہمیں امید ہے کہ ہر جگہ کے مسلمان گزشتہ سالوں سے بھی بڑھ کر اس تحریک کو کامیاب اور نہ صرف اپنے لئے بلکہ غیر مسلم اصحاب کے لئے بھی مفید بنانے کی پوری پوری کوشش کریں گے۔

غیر مسلم اصحاب کے متعلق کوشش

چونکہ جلسوں کے انعقاد میں بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں اس لئے ضروری انتظامات ابھی سے شروع کر دینے چاہئیں۔ اور ہر مقام کے مسلمانوں کو کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ غیر مسلم اصحاب کو جسقدر زیادہ تعداد میں ممکن ہو۔ ان جلسوں میں شامل کریں۔ علاوہ ازیں قابل اور معزز غیر مسلم اصحاب سے سیرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لیکچر بھی دلائیں۔

اس مبارک تقریب پر جہاں مسلمانوں کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والاصفات کے متعلق حقیقی عقیدت اور اخلاص کے اظہار کا اور یہ ثابت کرنے کا موقعہ میسر آسکتا ہے۔ کہ سرورِ دوجہان صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ساری دنیا کے لئے بے مثال رحمت اور برکت لے کر آئے ہیں۔ وہاں غیر مسلم اصحاب کو بھی اپنے اعلیٰ اخلاق اور وسیع حوصلگی کے ساتھ رواداری کا ثبوت دینے کا بہترین موقعہ مل سکتا ہے۔ یعنی وہ ایک عظیم الشان مذہب کے بانی۔ ایک بےنظیر روحانی ہادی اور ایک بے مثال خیر خواہِ خلق کی پاکیزہ زندگی کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کر کے مسلمانوں کو ممنون احسان بنا سکیں گے۔

مسلمانوں کو تمام مذاہب کے بانیوں کے متعلق حکم

مسلمانوں کے لئے تو ان کے مذہب اور اس مقدس ہادی نے جس کی سیرت کے متعلق اظہار خیالات کے لئے ہم اس وقت غیر مذاہب کے شرفاء اور وسیع الاخلاق اصحاب کو دعوت دے رہے ہیں۔ یہ فرض قرار دیا ہے کہ وہ ہر مذہب کے بزرگوں اور پیشواؤں کی پوری پوری تعظیم و تکریم کریں۔ اور ہر موقعہ پر ان کے متعلق اپنی عقیدت اور اخلاص کا اظہار کریں۔ چنانچہ مسلمان تمام مذاہب کے ہادیوں کو خدا تعالےٰ کے فرستادہ اور راستباز یقین کرتے۔ اور انکی صداقت کا اعتراف کرنا اپنے ایمان کا جزو سمجھتے ہیں۔ وہ حضرت کرشن اور حضرت رام چندر کو خدا تعالیٰ کے پیارے اور اپنے زمانے میں مخلوق خدا کی راہنمائی کرنے والے مانتے ہیں۔ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا محبوب تسلیم کرتے ہیں۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صداقت پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ حضرت زرتشت کو راستباز مانتے ہیں۔ غرض تمام مذاہب کے بانیوں کے متعلق وہ خراجِ عقیدت پیش کرتے اور ان کی صداقت پر یقین رکھتے ہیں۔

دیگر مذاہب کے لوگ کیا کریں

اس کے مقابلہ میں اگر دیگر مذاہب کے لوگ بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق اخلاص اور محبت کا اظہار کریں۔ آپکی خوبیوں کا کھلے طور پر اعتراف کریں۔ آپؐ نے بنی نوع انسان کی بھلائی اور بہتری کے لئے جو کچھ کیا۔ اس کی وجہ سے آپ کے شکر گزار ہوں۔ تو وہ نہ صرف شک وشبہ سے بالا صداقتوں اور مخلوق خدا کے بےمثال محسن کے احسانات کا اعتراف کرنے والے ہوں گے۔ بلکہ مسلمانوں کے ساتھ محبت اور دوستی کے تعلقات بھی بہت مستحکم کرلیں گے۔

ہندو مسلم اتحاد

اس قسم کا اتحاد اہل ہند کے لئے جسقدر مفید اور نفع بخش ہو سکتا ہے۔ اس کا اندازہ ہر شخص بآسانی کر سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سیرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تحریک کو ہندوستان کے بڑے بڑے مشہور سیاسی ہندو لیڈروں نے بھی ہندو مسلم اتحاد کے لئے نہایت ضروری قرار دیا۔ اور ملک اور اہل ملک کے لئے نہایت مفید بتایا۔

اسوقت ہندوستان میں ہندو مسلم تعلقات کی جو کیفیت ہے۔ وہ ہر محب وطن کے لئے نہائت تکلیف دہ ہے۔ اور ہر خیر خواہِ ملک کا فرض ہے۔ کہ اس کیفیت کو بدلنے اور محبت و دوستی کے جذبات پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ جس کے لئے سیرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلسے نہایت ہی بہترین ذریعہ ہیں۔ اور انہی اصول پر اگر دوسرے مذاہب کے لوگ اپنے اپنے بانیانِ مذاہب کے متعلق جلسے منعقد کر کے سب مذاہب کے لوگوں کو شرکت اور اپنے خیالات کے اظہار کا موقعہ دیں۔ تو تھوڑے ہی عرصہ میں ایک عظیم الشان تغیر پیدا ہو سکتا ہے۔

غیر مسلم اصحاب کی شمولیت

پس سیرتِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلسوں کی تحریک۔ جو بین الاقوامی تعلقات کو بہتر بنانے۔ اور آپس میں محبت اور دوستی پیدا کرنے کا نہائت ہی مفید ذریعہ ہے۔ اسے کامیاب بنانا ہر مذہب وملت کے اصحاب کا فرض ہے۔ اور ہمیں امید ہے کہ اگر ہر جگہ کے مسلمان کوشش کریں۔ تو غیر مذاہب کے شرفاء نہائت خوشی اور مسرت سے ان جلسوں میں شریک ہوں گے۔ اور جنہیں تقریر کرنے کا ملکہ ہوگا۔ وہ اپنے خیالات کے اظہار سے بھی دریغ نہ کریں گے۔ جیسا کہ وہ پہلے سالوں میں کرتے رہے ہیں۔ ایک گزشتہ سال کی اسی تقریب پر لاہور کے جلسہ میں لالہ بہاری لال صاحب ایم۔ اے پروفیسر دیال سنگھ کالج۔ اور لالہ امرناتھ صاحب چوپڑہ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی نے تقریریں کیں۔ دہلی کے جلسہ میں رائے بہادر لالہ پارس داس صاحب آنریری مجسٹریٹ۔ اور لالہ گردہاری لال صاحب نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شاندار زندگی پر لیکچر دئے۔ انبالہ میں مشہور کانگرسی لیڈر لالہ دنی چند صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل

حضورؐ کی پاکیزہ زندگی پر دل آویز پیرایہ میں تقریر کی۔ فتح آباد ضلع حصار میں مسٹر شبد اس صاحب ایم۔ اے ہیڈ ماسٹر ہائی سکول نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی نہائت دل کش پیرایہ میں بیان کئے۔ پنجاب کے علاوہ سید پور بنگال کے جلسہ کی صدارت مسٹر ایس۔ کے بھٹاچاریہ اور چاند پور کے جلسہ کی مشہور و معروف لیڈر مسٹر ہر دیال ناگ نے کی۔ بابو بنکا چندر اسین بابو بکما سینا بھوشن۔ بابو للت موہن صاحبان برہمن بڑیہ کے جلسہ میں شریک ہوئے۔ بنگال کے بہت مشہور لیڈر مسٹر سی۔ پی۔ رائے کلکتہ کے جلسہ کے صدر تھے۔ دوسرے مشہور لیڈر بابو بپن چندر پال۔ اور مشہور بنگالی خاتون مسز نیرا برد بھا چکر ورتی نے دلچسپ تقریریں کیں۔

یہ ان مشہور و معروف غیر مسلم اصحاب میں سے جنہوں نے اس تحریک کو ملک کے لئے نہایت مفید سمجھتے ہوئے اس میں شمولیت اختیار کی۔ اور تقریریں کیں۔ چند ایک کے نام ہیں۔ ورنہ یہ فہرست بہت طویل ہے ٭

احمدی احباب کی کوشش کی ضرورت

جب اسقدر غیر مسلم اصحاب پہلے شریک ہو چکے ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ اب کے ان سے زیادہ شریک نہ ہوں۔ مگر یہ مسلمانوں اور خاص کر ہماری جماعت کے لوگوں کی کوشش اور سعی پر منحصر ہے۔ اور ہمیں امید ہے۔ کہ وہ اس دفعہ بھی ان جلسوں کو کامیاب بنانے میں کوشش اور سعی کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں گے۔

چونکہ ان جلسوں کے انعقاد میں صرف چند دن رہ گئے ہیں۔ اور ملک میں بعض ایسے وقتی معاملات بھی درپیش ہیں۔ جو لوگوں کی توجہ اپنی طرف کھینچے ہوئے ہیں۔ اس لئے ضرورت ہے۔ کہ ہماری جماعت کے لوگ ابھی سے نہائت سرگرمی کے ساتھ کوشش شروع کر دیں۔ اور گزشتہ سالوں کی نسبت زیادہ زور کے ساتھ مصروف عمل ہو جائیں۔ تاکہ ۸ر نومبر کے جلسے گزشتہ سالوں کی نسبت زیادہ کامیاب ہو سکیں۔

الفضل کا خاتم النبیینؐ نمبر

اسی سلسلہ میں ہم اپنی جماعت کے احباب کو ایک اور نہائت ضروری امر کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتے ہیں۔ اور وہ الفضل کا خاتم النبیینؐ نمبر ہے۔ جو خاص طور پر اسی موقعہ کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے ارشاد کے ماتحت شائع کیا جاتا ہے۔ اور جس میں سیرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق نہائت اہم مضامین ہوتے ہیں۔ وہ احباب جو سیرت کے جلسوں میں شریک ہو کر لیکچر سنتے ہیں۔ ان کے دلوں میں قدرتاً رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ سیرت کے متعلق زیادہ تفصیلی امور معلوم کرنے کا اشتیاق پیدا ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں زبانی لیکچر اس قدر مؤثر نہیں ہو سکتے۔ جس قدر چھپے ہوئے مضامین جنہیں تخلی بالطبع ہو کر پڑھنے اور ان پر غور کرنے کا موقعہ ملتا ہے۔ اس ضرورت کو الفضل کا خاتم النبیین نمبر خدا کے فضل سے نہائت عمدگی کے ساتھ پورا کیا کرتا ہے۔ اب کے بھی یہ نمبر خاص شان کے ساتھ شائع ہو گا جس کی اشاعت میں حصہ لینا اور زیادہ سے زیادہ ہاتھوں تک پہنچانا ہر احمدی کا فرض ہے۔ احباب کو چاہیئے۔ کہ اس کی اشاعت کا خاص انتظام کریں۔ اور ابھی سے تعداد کا اندازہ لگا کر اطلاع دیں کہ وہ کسقدر پرچے فروخت کر سکیں گے۔ تاکہ جلسہ سے قبل انہیں پرچے پہنچا دیئے جائیں۔ اور وہ بسہولت ان کے تقسیم کرنے کا انتظام کر سکیں ٭

اچھوتوں کے خیر خواہ ہندو ہیں یا مسلمان؟

گزشتہ پرچہ کے ایک نوٹ میں خود آریوں کی شہادت کی بنا پر بتایا گیا ہے۔ کہ اچھوت اقوام کی اصلاح اور ترقی کے جو دعوے آریہ سماجی کیا کرتے ہیں۔ ان کی کیا حقیقت ہے۔ اور وہ اچھوت اقوام کے جن لوگوں کے گلے میں لالچ یا دباؤ سے شدھی کا طوق ڈال چکے ہیں۔ نہ صرف انکی سابقہ حالت میں کوئی مفید تبدیلی نہیں کر سکے۔ بلکہ وہ پہلے سے بھی بدتر ہو گئی ہے۔ اب آریوں کے ہی بیان سے یہ بتایا جاتا ہے۔ کہ مسلمانوں نے جن اچھوت لوگوں کی دستگیری کی۔ وہ کس حالت میں ہیں۔

اخبار پرکاش (۱۱ر اکتوبر) میں ایک معزز آریہ لکھتا ہے:-

”تھوڑے دن ہوئے مجھے پیر اگاؤں ضلع لائلپور میں جانے کا اوسر (موقعہ) ملا۔ وہاں شدھ ہوئے بھائیوں سے بات چیت کر رہا تھا۔ ایک شخص نے کہا۔ جب سے آریہ سماج نے ہمیں شدھ کیا ہے۔ آپ جیسے کئی سو کھے دھر ماتماؤں کے درشن ہوئے ہیں لیکن ہمارے سکھ دکھ کی بات کسی نے بھی آجتک آکر نہیں پوچھی۔ آریہ سماج تو ہمیں وہ دن بھی نہیں دکھا سکا۔ جس دن ہم اپنے ہاتھو سے کوئیں کا پانی نکال کر پیاسے مرتے ہوئے اپنے بال بچوں کے منہ میں ڈال سکتے۔ اس سے آگے کی کیا آشا کر سکتے ہیں۔ ہمارے جو بھائی مسلمان یا عیسائی ہو گئے تھے۔ وہ آج خوب آنند میں ہیں۔ کھیتی کرنے کے لئے اراضی۔ مکان بنانے کے لئے زمین۔ پانی پینے کے لئے کوئیں ان کے پاس ہیں۔ آج ہندو بھی انکو اپنے کوؤں پر پانی بھرنے سے نہیں روک سکتے۔ نہ ہی کوئی انہیں ڈرا دبا سکتا ہے“ ٭

یہ وہ بیان ہے۔ جو ایک شدھ ہونے والے اچھوت کا ایک آریہ کے قلم سے آریوں کے متعصب اخبار میں شائع ہوا ہے۔ اس کے متعلق یہ تو کہا جا سکتا ہے۔ کہ بیچارے شدھ ہونے والوں کی مشکلات اور مصائب پوری طرح بیان نہیں کئے گئے۔ لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ اس میں کسی قسم کے مبالغہ سے کام لیا گیا ہے۔

پس یہ بیان اس بات کا فیصلہ کرنے کے لئے بالکل کافی ہے۔ کہ اچھوت اقوام کے اصل ہمدرد اور خیر خواہ ان کی ذلت اور رسوائی کو دور کرنے والے اور انہیں انسانیت کے درجہ پر لانے والے مسلمان ہیں یا ہندو ٭

ایک بے گناہ احمدی کا قتل

قابل توجہ افسران پولیس ضلع گورداسپور

ہمیں یہ معلوم ہو کر بے حد رنج ہوا کہ ۲۷ر ستمبر موضع خونی کھوکھر کھوکھر والہ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور میں ایک احمدی زمیندار کو کچھ لوگوں نے لاٹھیاں مار مار کر جان سے مار دیا۔ وہ اپنے باپ کے ساتھ اپنے کھیت میں ہل چلانے کے لئے گیا۔ اور جب وہ ہل چلاتا ہوا سرکنڈے کے ایک جھنڈ کے پاس سے گزرا۔ تو کچھ لوگوں نے جو وہاں چھپے بیٹھے تھے۔ لاٹھیوں سے اسپر حملہ کر دیا۔ ان لوگوں کی مرحوم سے پرانی عداوت چلی آتی تھی۔ ایک دفعہ پہلے بھی انہوں نے اس پر قاتلانہ حملہ کیا تھا۔ لیکن وہ بچ گیا۔ اور انکی ضمانت کرانے کے لئے مقدمہ دائر کیا گیا۔ اب وہ اپنے ناپاک مقصد میں کامیاب ہو گئے۔ اور جو لوگ مرحوم کو بچانے کی خاطر وہاں گئے۔ انہیں بھی انہوں نے مارا۔ چنانچہ ان میں سے تین آدمی فتحگڈھ کے ہسپتال میں داخل کئے گئے۔ قاتلوں نے قتل کرنے کے بعد راستوں پر کھڑے ہو کر لاش اٹھانے سے روک دیا۔ اور پھر گاؤں میں پہنچ کر انہوں نے کوشش کی۔ کہ مرحوم کے دوسرے متعلقین کو بھی قتل کر دیں۔ اس غرض سے انہوں نے اس مکان کا دروازہ توڑنے کی کوشش کی۔ جس میں مستورات اور چھوٹے بچے بند تھے۔ مگر کامیاب نہ ہوئے۔ اور تکیہ میں آکر اپنی سفاکی کا کھلم کھلا اعلان کیا۔ آخر پولیس پہنچ گئی۔ تو قاتل اسی وقت گرفتار کر لئے گئے۔

اس قتل نے علاقہ میں قاتلوں کے متعلق بے حد دہشت اور خوف پیدا کر دیا ہے۔ کیونکہ انہوں نے اس قتل کی بڑے فخر کے ساتھ تشہیر کی۔ ہم ضلع کی پولیس کے ذمہ وار افسروں سے امید رکھتے ہیں۔ کہ وہ قاتلوں کو قرار واقعی سزا دلانے میں اپنی فرض شناسی کا پورا پورا ثبوت دیں گے ٭

ہمیں اپنے مرحوم بھائی اور اس کے خاندان سے دلی ہمدردی ہے۔ اور ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالےٰ مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کو اپنے فضل کا وارث بنائے ٭

مولوی ظفر علی کی وقعت مسلمانان کشمیر کی نظر میں

مولوی ظفر علی صاحب کو مسلمانان سرینگر کے ایک جلسہ میں جہاں کئی ہزار مسلمان موجود تھے۔ اپنی قوم فروشی فتنہ پردازی اور غداری کیوجہ سے جس ذلت و رسوائی سے دوچار ہونا پڑا۔ اس کی تفصیل ایک معزز غیر احمدی کے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

انسان کا سب سے بڑا دشمن

از حضرت مولانا مولوی شیر علی صاحب

۱۶ اکتوبر ۱۹۳۱ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

انسان میں یہ بات طبعی طور پر پائی جاتی ہے۔ کہ وہ اپنے دشمنوں سے ہمیشہ اپنے

بچاؤ کی فکر

کرتا رہتا ہے۔ اسے جب معلوم ہو۔ کہ فلاں شخص میرا دشمن یا بدخواہ ہے۔ اور اس کی طرف سے کسی قسم کا نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے۔ خواہ وہ مالی نقصان ہو۔ یا بدنی اور جانی۔ تو وہ ہر وقت اس فکر میں رہتا ہے۔ کہ کسی طرح اس کے شر سے محفوظ رہے۔ مگر یہ تمام دشمن جو ہمیں نظر آتے ہیں۔ ہم انہیں جانتے۔ اور پہچانتے ہیں۔ اور ان کا نقصان بھی جو زیادہ سے زیادہ ان کی طرف سے پہنچ سکتا ہے۔ دنیا سے تعلق رکھتا ہے یعنے زیادہ سے زیادہ ایسا دشمن جان سے مار سکتا ہے۔ مگر ایک اور دشمن ہے۔ جو ان سب دشمنوں سے بڑا ہے۔ اور جس کی خدا تعالےٰ نے قرآن مجید میں خبر دی ہے۔ جس کے شر سے ڈرایا۔ اور جس کے متعلق بارہا فرمایا۔ کہ وہ

تمہارا دشمن

ہے۔ اس سے بچو۔ اور اس کے حملوں سے محفوظ رہو۔ وہ دشمن ایسا ہے کہ ہمیں ظاہر دکھائی نہیں دیتا۔ اور ہمیں معلوم نہیں ہوتا کہ اس وقت وہ ہم پر حملہ کر رہا یا ہمارے قریب آ رہا ہے۔ پھر اس کا حملہ اس دنیا کی زندگی سے تعلق نہیں رکھتا اس کا یہ مقصد ہوتا ہے۔ کہ وہ ہمارے مال یا جان کو نقصان پہنچا کر ۔ وہ ہماری

روحانی زندگی کا دشمن

ہے۔ اور اس کی کوشش یہ ہوتی ہے۔ کہ لوگ خدا سے دور ہو جائیں راستہ سے برگشتہ ہو کر جہنم کے وارث بن جائیں۔ پس وہ ہمارا سب سے خطرناک دشمن ہے۔ اس کی دشمنی اس قدر واضح ہے۔ کہ خود خدا نے اسے دشمن قرار دے کر اس کے شر سے ڈرایا۔ اور تاکید کی۔ کہ اس کے قریب بھی مت پھٹکو۔ پس ہمارا فرض ہے۔ کہ جس طرح ہم دنیا کے دشمنوں سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی طرح اس دشمن سے بھی بچ کر رہیں۔ جسے خدا نے دشمن قرار دیا۔ اور جس سے بچنے کی نصیحت فرمائی۔

ہمارا فرض

ہے۔ کہ ہم اس سے ایک منٹ کے لئے بھی غافل نہ رہیں جب دنیا کے معمولی معمولی دشمنوں سے ہم غافل نہیں رہتے۔ جو بعض دفعہ ہم سے بھی کمزور ہوتے ہیں۔ تو وہ دشمن جس سے خدا نے ہمیں ڈرایا۔ اور ہوشیار کیا۔ کہ وہ تمہیں گمراہ نہ کر دے۔ راہ راست سے دور نہ کر دے۔ اور جہنم میں نہ ڈال دے۔ اس کے متعلق ہمارا نہایت ہی ضروری فرض ہے کہ ہم اس سے بچنے کی کوشش کریں۔ اور خدا سے اس کے مقابلہ کے لئے امداد طلب کریں۔

وہ دشمن شیطان ہے

اس کی نسبت خدا نے قرآن مجید میں کئی جگہ فرمایا ہے۔ کہ وہ تمہارا دشمن ہے اس کے حملوں سے بچو۔

شیطان کس طرح حملہ کرتا ہے۔

اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اس کے حملے

دو طرح کے

ہوتے ہیں۔ ایک انسان کی اپنی ذات سے تعلق رکھتے ہیں یعنی بعض دفعہ ایک شخص کے متعلق وہ انفرادی طور پر چاہتا ہے۔ کہ وہ خدا سے دور ہو جائے۔ نیکیوں کو چھوڑ دے۔ اور گمراہ ہو کر ہلاک ہو جائے۔ اور بعض دفعہ اس کے حملے انفرادی طور پر کسی خاص شخص پر نہیں ہوتے۔ بلکہ جماعت پر ہوتے ہیں۔ ایک

نیک جماعت

ہوتی ہے۔ شیطان چاہتا ہے۔ کہ اس میں تفرقہ ڈال دے۔ تا وہ سیدھے راستہ سے بہک جائے۔ اور اس کا قدم غلط اور تباہ کن راستہ پر پڑ جائے۔ پس شیطان کے دو قسم کے حملے ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ وہ افراد پر حملہ کرتا ہے اور بعض دفعہ جماعت پر حملہ آور ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے

شیطان کا کام

یہ ہے۔ کہ وہ سینہ میں وسوسے ڈالتا اور دلوں میں شبہات پیدا کرتا رہتا ہے۔ پھر فرمایا۔ شیطان صرف پوشیدہ رہ کر گمراہ کرنے والی چیز کا ہی نام نہیں بلکہ بعض دفعہ

انسان کی شکل میں شیطان

سامنے آتا ہے۔ ہم خیال کرتے ہیں۔ کہ یہ ہمارا دوست اور خیر خواہ ہے اور وہ بھی بعض اوقات یہی سمجھ رہا ہوتا ہے۔ کہ میں اس شخص کا دشمن نہیں۔ بلکہ اس کی دوستی اور خیر خواہی مدنظر رکھتا ہوں۔ حالانکہ درحقیقت وہ دشمن ہوتا ہے۔ پس بعض دفعہ انسان کسی کو خیر خواہ سمجھ لیتا ہے حالانکہ وہ اس کا خیر خواہ نہیں ہوتا۔ اور بعض اوقات وہ انسان خود بھی نہیں سمجھتا۔ کہ میں

شیطان کا آلہ

ہوں۔ بلکہ سمجھتا ہے۔ کہ میں خیر خواہی کر رہا ہوں۔ حالانکہ وہ شیطانی کام سر انجام دے رہا ہوتا ہے۔ انسان بعض دفعہ اس قسم کے دھوکوں میں اس لئے بھی گرفتار ہو جاتا ہے۔ کہ شیطان کا کام ہے۔ وہ بُرے کام کو بھی نہایت خوبصورت پیرایہ میں انسان کے سامنے رکھتا ہے اس طرح انسان دھوکہ کھا جاتا ہے۔ اور خیال کر لیتا ہے۔ کہ یہ شخص میرا بھلا کر رہا ہے۔ حالانکہ وہ اسے تباہ کر رہا ہوتا ہے۔

غرض جو شخص شیطان کا آلہ بن کر ہمارے سامنے آتا ہے۔ ضروری نہیں۔ کہ وہ بدنیت ہی ہو۔ بلکہ جیسے ہم اسے اپنا خیر خواہ سمجھ سکتے ہیں۔ اپنا دوست اور مشفق خیال کر سکتے ہیں۔ اسی طرح وہ بھی اپنے آپ کو ہمارا دوست سمجھ سکتا ہے۔ مگر درحقیقت پس پردہ وہ شیطان کا آلہ ہوتا ہے ایسے لوگوں سے جہاں تک ممکن ہو سکے بچنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرنی چاہئیں۔ کہ وہ خود اپنے فضل سے ہمیں ایسے لوگوں کے شرور و مفاسد سے محفوظ رکھے۔

مگر سوال یہ ہے۔ کہ انسان کو کس طرح معلوم ہو۔ کہ میرا فلاں دوست شیطان کا آلہ بن رہا ہے۔ اور مجھے اس کی

صحبت سے پرہیز

کرنا چاہیئے۔ اس کے متعلق خود قرآن مجید نے روشنی ڈالی ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ قیامت کے دن بعض لوگ حسرت اور افسوس سے کہیں گے یا لیتنی لم اتخذ فلانا خلیلا۔ اے کاش میں فلاں شخص کو اپنا دوست نہ بناتا۔ تا اس کی دوستی کے بُرے نتیجہ سے محفوظ رہتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بہت سے لوگ دوستی کے ذریعہ دوسروں کی ہلاکت کا موجب بنتے ہیں۔ اور ایک شخص جس کو اپنا دوست سمجھ رہا ہوتا ہے

درپردہ اس کے دشمن ہوتے ہیں ۔ جو اسے کوئی فائدہ پہنچانے کی بجائے اس کی ہلاکت کا موجب بنتے اور اسے دوزخ میں پہنچانے کا ذریعہ ٹھہرتے ہیں ۔ اس وقت وہ پکارتا ہے ۔ کاش میں فلاں شخص کو اپنا دوست نہ بناتا ۔ تا اس کے شر سے بچتا ۔ اور اس کی صحبت سے برا اثر پکڑ کر جہنم میں نہ جاتا ۔ تو برے دوست بعض دفعہ اس قدر انسان کو نقصان پہنچاتے ہیں ۔ کہ اسے

خدا کی ناراضگی

کا مرتکب بنا کر جہنم میں پہنچا دیتے ہیں ۔ پس ضروری نہیں ۔ کہ ایسا شخص اپنے آپ کو شیطان کا آلہ سمجھے ۔ بلکہ وہ اپنے آپ کو ہمارا خیر خواہ ہی سمجھے گا ۔ اور ہمیں بھی بعض دفعہ یہ دھوکا لگ سکتا ہے ۔ مگر وہ ہمارا دوست نہیں ہوگا ۔ بلکہ بدترین دشمن ہوگا ۔ اس سے جتنا ہو سکے بچنے کی کوشش کرنی چاہیئے ۔

اس قسم کے دوست کونسے لوگ ہوتے ہیں ۔ اس کے متعلق یاد رکھو ۔ کہ ہر وہ شخص جو تمہیں نظام جماعت کے متعلق اعتراضات سنائے ۔ تمہارے پاس لوگوں کی عیب شماری کرے ۔ وہ

سخت خطرناک آدمی

ہے ۔ اس سے بچ کر رہو ۔ سمجھ کہ وہ تمہارا دوست نہیں ۔ تمہارا خیر خواہ اور شفیق نہیں ۔ بلکہ عین ممکن ہے ۔ وہ تمہاری خطرناک قسم کی ہلاکت کا موجب ہو ۔ پس اس کی صحبت سے پرہیز کرو ۔ پھر ایسا شخص جو تمہارے دلوں میں بدظنی پیدا کرتا رہتا ہے ۔ اور عام لوگوں کی نسبت ایسی باتیں کہتا رہتا ہے ۔ جن سے طبیعت میں دوسروں کی نسبت برے خیالات پیدا ہوں ۔ اس کے متعلق بھی تمہیں سمجھ لینا چاہیئے ۔ کہ وہ تمہارا دوست نہیں ۔ پس اس سے بھی ہر وقت بچنے کی کوشش کرو ۔ جو شخص اس طبیعت کا ہو کہ وہ ہر وقت تمہارے سامنے اعتراضات کرتا رہے ۔ تمہیں سمجھ لینا چاہیئے ۔ کہ وہ شیطان کا آلہ ہے ۔ کبھی مت سمجھو ۔ کہ وہ تمہارا خیر خواہ ہے ۔ ممکن ہے ۔ تم اسے خیر خواہ سمجھو ۔ اور بالکل ممکن ہے ۔ وہ بھی اپنے آپ کو تمہارا خیر خواہ قرار دے ۔ مگر باوجود اس کے جس شخص کی عادت ہو ۔ کہ وہ ہر وقت تمہیں اعتراضات سناتا رہے ۔ اور وہ جو تمہارے دلوں پر برا اثر ڈالتا ہے ۔ جو لوگوں کے متعلق بدظنی اور شکوک پیدا کرتا ہے ۔ اور جو لوگوں کی برائیاں بیان کرتا رہتا ہے ۔ اور کہتا رہتا ہے ۔ کہ فلاں میں یہ نقص ہے ۔ اور فلاں میں یہ ایسے شخص کے متعلق یاد رکھو ۔ کہ قرآن مجید میں فرماتا ہے ۔ وہ تمہارا دشمن ہے ۔ پس اس سے بچو ۔

یاد رکھو ۔ یہ

دنیا کا معاملہ

نہیں ۔ بلکہ دین اور ایمان کا معاملہ ہے ۔ یہ ضروری نہیں ۔ کہ جس شخص کو اعتراضات کرنے کی عادت ہو ۔ وہ ضرور خدا کی ہستی پر ہی اعتراض کرے ۔ یا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر اعتراض کرے ۔ یا اسلام کی حقانیت پر اعتراض کرے ۔ یا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر اعتراض کرے ۔ یا جماعت کے نظام میں سلسلہ پر اعتراض کرے ۔ بلکہ دشمن ہے ۔ وہ ہے ۔ میں

سلسلہ کا بڑا خیر خواہ

ہوں ۔ مگر سلسلہ کا تمام کاروبار چونکہ تباہ ہو رہا ہے ۔ اس لئے میں یہ باتیں کہتا ہوں ۔ پس ہو سکتا ہے ۔ وہ اپنے آپ کو نہایت ہی خیر خواہ ظاہر کرے مگر اس کی

بڑی علامت

یہی ہے ۔ کہ وہ ایسا طریق اختیار کرتا ہے ۔ جو لوگوں کے دلوں میں شبہات اور وساوس پیدا کرنے والا ہوتا ہے ۔ پس وہ خطرناک آدمی ہے ۔ اس سے ہر وقت بچنا چاہیئے ۔

دیکھو دشمن پہلے ہی یکدم قلعہ پر حملہ نہیں کیا کرتا ۔ بلکہ پہلے ارد گرد کی چیزوں پر حملہ کرتا ہے ۔ پلوں کو توڑتا ہے ۔ کھلے راستوں کو عبور کرتا ہے ۔ اور اس کے بعد

قلعہ پر حملہ آور

ہوتا ہے ۔ اسی طرح ضروری نہیں ۔ کہ ایسا معترض پہلے ہی خدا تعالیٰ پر اعتراض کرنا شروع کرے ۔ یا اس کے انبیاء کو جھٹلائے ۔ بلکہ وہ پہلے اور اور اعتراض کرتا ہے ۔ وہ دور دور کے راستوں سے انسانی قلب کی طرف آتا ہے اور اس کا نتیجہ وہ ہلاکت ہوتی ہے ۔ جس سے خدا نے قرآن مجید میں ڈرایا ہے ۔ پس مناسب یہی ہے ۔ کہ انسان پہلے ہی برے لوگوں کا اثر قبول نہ کرے ۔ کیونکہ اگر قبول کر لیا گیا ۔ تو رفتہ رفتہ اس کا زہر تمام بدن میں سرایت کر جائیگی ۔ اور انسانی روح بجائے اللہ تعالیٰ کی رضا کے اس کے غضب کی مورد بن جائیگی ۔

بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں ۔ جو اعتراضات کرتے ہوئے کہا کرتے ہیں ۔ ہم تو سچے دل سے احمدی ہیں ۔ اور یہ کہ فلاں شخص کے خلاف کچھ کہنا احمدیت کے مخالف ہونے کے مترادف نہیں سمجھا جا سکتا ۔ مگر یاد رکھنا چاہیئے بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں ۔ جن کے متعلق گو بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے ۔ کہ وہ براہ راست احمدیت سے تعلق نہیں رکھتیں ۔ مگر نتیجہ یہی ہوتا ہے ۔ کہ اس کے حملے کی زد کسی خاص شخص کی ذات نہیں رہتی ۔ بلکہ احمدیت بن جاتی ہے ۔ پس نہایت ضروری ہے ۔ کہ ایسے شخص سے جو

دلوں میں وساوس

ڈالتا ہے ۔ ہمارے پاس بیٹھ بیٹھ کر ہمیں سلسلہ کے کاموں پر اعتراض سناتا ہے ۔ یا ہمیں شبہات میں ڈالتا ۔ اور لوگوں کی نسبت ہمارے دلوں میں بدظنی پیدا کرتا ہے ۔ اس سے بچیں ۔ ایسا شخص ہمارا کبھی خیر خواہ نہیں ہو سکتا ۔ اور نہ اسے دوست سمجھنا چاہیئے ۔ بلکہ ایسے شخص سے سلام کی بھی امید نہیں رکھنی چاہیئے ۔ اگر اس سے کسی قسم کی امید ہو سکتی ہے ۔ تو وہ خطرہ اور نقصان کی ہی امید ہے ۔ نہ کہ بھلائی کی ۔

پھر ایسے شخص کے لئے یہی ضروری نہیں ۔ کہ وہ لوگوں کی نسبت ہمارے دلوں میں بدظنی پیدا کرے ۔ یا مختلف اعتراضات کرے ۔ بلکہ وہ یہ ظاہر کرتا ہوا دکھائی دے گا ۔ کہ وہ سلسلہ کا نہایت سچا خیر خواہ ہے ۔ لیکن اگر تم دیکھو ۔ کہ ایسے

نکتہ چینی کی عادت

ہے ۔ نظام سلسلہ پر ناواجب اعتراضات کرنے کی عادت ہے ۔ اور برے رنگ میں باتوں کو پیش کرنے کا عادی ہے ۔ تو سمجھ لو ۔ کہ اگرچہ وہ بظاہر اپنے آپ کو سلسلہ کا خیر خواہ قرار دیتا ہے ۔ مگر درحقیقت

سلسلہ کا دشمن

ہے ۔ اور وہ حملہ کرتا ہوا تمہارے دل کے قلعہ کی طرف آ رہا ہے ۔ اور اگر تم نے اپنے دل کی حفاظت نہ کی ۔ تو وہ وقت آئے گا ۔ جب وہ تمہارے دل کو نقب لگا کر ایمان کی متاع اس سے نکال لے جائیگا ۔ پس اچھی طرح سمجھ لو ۔ کہ

شیطان کا کام

یہی ہے ۔ کہ وہ دلوں میں وسوسے ڈالتا ۔ اور بہت سے شبہات پیدا کرتا رہتا ہے ۔ اور یہ سارے اس کے حملے کے ابتدائی ذرائع ہیں ۔ پس جس شخص کے متعلق دیکھو ۔ کہ وہ غیبت کرتا ہے ۔ لوگوں کی بدگوئی کرتا ہے اور سلسلہ کے کاموں پر اعتراضات کرتا ہے ۔ یقین کر لو ۔ کہ وہ تمہارا دشمن ہے ۔ اس سے تمہیں پرہیز کرنا چاہیئے ۔ پھر انسان چونکہ نہایت ہی کمزور ہے ۔ اور یہ مخفی در مخفی حملوں اور ہلاک کرنے والی چیزوں کو نہیں سمجھ سکتا ۔ اور کئی دفعہ اسے خبر بھی نہیں ہوتی ۔ کہ کن مخفی طریقوں سے حملے کئے جا رہے [illegible] اس لئے یہ بھی ضروری ہے ۔ کہ خدا سے دعا مانگی جائے [illegible] پناہ طلب کی جائے ۔ اور اس کے حضور عرض کیا جائے کہ وہ ہمیں ہر وسوسہ ڈالنے والے شیطان سے اپنے فضل سے محفوظ رکھے ۔ خواہ وہ شیطان کوئی مخفی روح ہو ۔ اور خواہ کوئی انسان ۔ کیونکہ بعض دفعہ اکیلا ہونے کی حالت میں بھی جبکہ کوئی دوسرا انسان پاس نہیں ہوتا ۔ دلوں میں بدظنی کے خیالات اٹھتے ہیں ۔ وساوس اور شبہات پیدا ہوتے ہیں ۔ یہ بھی

شیطانی اثرات

کے نتائج ہیں ۔ پس ہر وقت خدا تعالیٰ سے حفاظت طلب کرنی چاہیئے اور لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم بہت پڑھنا چاہیئے ۔ اسی طرح وہ شخص جو برے پیرایہ میں واقعات بیان کرتا ہے ۔ اور حق کہنا ۔ اور کسی کی تعریف و توصیف کرنا اس کا کام نہیں وہ بھی شیطان ہے ۔ پس اس کے متعلق بھی اللہ تعالیٰ سے پناہ چاہو ۔ اس کی صحبت چھوڑ دو ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر شخص کے شر سے محفوظ رکھے

لطیفہ

مری میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کے معاملہ میں بعض غیر احمدی اصحاب کی طرف سے مندرجہ ذیل شعر لکھ کر دیواروں پر چسپاں کیا گیا ۔

ابن مریم دشمنے حق کی قسم ۔ داخل جنت ہوا وہ محترم

جنت میں داخل بھی ہو ۔ اور اس جسم خاکی کے ساتھ زندہ بھی ہو متضاد باتیں ہیں ۔ اور پھر طرفہ یہ کہ وہ اس جنت سے نکل کر پھر دوبارہ بھی آئیں گے ۔ جبکہ قرآن مجید فرماتا ہے ۔ وما ھم منھا بمخرجین جنت میں

مذاہب غیر

ویدک دہرم کا ضابطۂ فوجداری

آریہ سماج نہایت زور کے ساتھ ویدک دہرم کی عالمگیری اور افضلیت کا اعلان کرتی رہتی ہے۔ لیکن حیرت ہے کہ مذاہب کے میدان میں اس درجہ اہم چیز کو لوگوں کی نظروں کے سامنے رکھنے کا اس نے آج تک کوئی انتظام نہیں کیا۔ کہا جاتا ہے کہ ویدوں کے اندر بیش بہا خزانے اور علم و حکمت کے سمندر بھرے پڑے ہیں۔ مگر افسوس کہ ہماری مسلسل اور پیہم درخواستوں کے باوجود ابھی تک ان خزانوں سے پردہ اٹھانے کا انتظام نہیں کیا گیا۔ تا دنیا ان دعاوی کی حقیقت کی جانچ پڑتال کر سکے۔ سوامی دیانند کو انیسویں صدی کا مہرشی کہا جاتا ہے۔ اور انہیں مصلحین اعظم کی صف میں جگہ دینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ آریہ سماج کا دعویٰ ہے۔ کہ اگر اس وقت وہ نہ ہوتے۔ تو ویدک دہرم دنیا سے مٹ جاتا۔ آپ ہی نے اس کی رکھشا کی۔ اور بدلائل اس کی برتری دنیا پر واضح کر دی۔ لیکن ہم اس امر پر اظہار افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ آپ نے اپنی مایہ ناز تصنیف ستیارتھ پرکاش میں جتنا زور دیگر مذاہب کو برا بھلا کہہ کر ان کے متبعین کی دلآزاری کا سامان بہم پہونچانے میں صرف کیا ہے۔ اس کا پاسنگ بھی ویدوں کی تمدنی اور روحانی تعلیم کو مقابلہ کے لئے دنیا کے سامنے رکھنے کے لئے نہیں کیا۔ آپ ساری ستیارتھ پرکاش پڑھ جائیے۔ آپ کو ویدک دہرم کا پیش کردہ ضابطۂ تمدن اور آئین مملکت نظر نہیں آئیگا اس لئے ہمارے لئے سخت مشکل ہے۔ کہ ایسی کوئی مکمل چیز احباب کرام کے پیش کر سکیں۔ ہاں جس حد تک تفصیلات ستیارتھ پرکاش میں دی گئی ہیں۔ انہیں پیش کرتے ہیں۔ اور اس سلسلہ میں پہلے فوجداری جرائم کی سزاؤں کا ذکر کرتے ہیں:

رشوت خواروں کے لئے سزا

سوامی جی نے مستند حوالہ جات کی بناء پر ستیارتھ پرکاش کے باب چھ میں لکھا ہے۔ "جو سرکاری آدمی از راہ بے انصافی مدعی و مدعا علیہ سے پوشیدہ طور پر روپیہ لے کر طرفداری اور خلاف انصاف کارروائی کرے۔ اس کی تمام جائداد ضبط کر کے مناسب سزا دی جائے۔ اور اس کو ایسے ملک میں رکھا جائے۔ کہ جہاں سے پھر واپس ہو کر نہ آ سکے"

جھوٹی شہادت دینے کی سزا

لکھا ہے "اگر گواہ راج سبھا خواہ کسی نیک آدمیوں کی سبھا میں اپنے دیکھے اور سننے کے خلاف بولے۔ تو زندگی میں زبان کٹنے سے رنج و تکلیف میں رہیگا۔ اور مرنے کے بعد بھی تکلیف میں رہیگا" اس کے علاوہ آپ نے جھوٹی شہادت کے لئے بعض اور سزائیں بھی تحریر کی ہیں۔ جن کا مطالعہ یقیناً دلچسپی کا باعث ہوگا۔ ارشاد ہوتا ہے۔ "جو لوبھ یعنی طمع کے باعث جھوٹی گواہی دے اس سے ۱۵ روپیہ جرمانہ لیوے جو عشق و دلبستگی وغیرہ سے جھوٹی گواہی دے۔ اس سے ۴ روپے جرمانہ لیوے۔ جو خوف سے جھوٹی گواہی دیوے۔ اس سے ۲ جرمانہ لیوے۔ اور جو شخص دوستی کے باعث جھوٹی گواہی دیوے۔ اس سے ۱۵ روپیہ۔ نفسانیت کے باعث دینے والے سے ۲۰ روپیہ۔ غصہ کے باعث دینے والے سے ۲۰ روپیہ اور نادا قفیت کے باعث دینے والے سے سینکڑے روپیہ اور لڑکپن کے باعث جھوٹی گواہی دینے والے سے کچھ جرمانہ لیا جائے"

ناظرین ان احکام کی حکمتوں اور تعیین جرمانہ کی مصلحتوں پر غور کرنے کی تکلیف نہ فرمائیں۔ کیونکہ یہ تحصیل حاصل ہے۔ ہاں ایک بات پر ضرور غور کریں۔ کہ عاقل بالغ جھوٹے گواہوں میں سے عشق و دلبستگی وغیرہ سے جھوٹی گواہی دینے والے کے لئے سب سے کم سزا تجویز کی گئی ہے۔ اس کا راز سمجھنے کے لئے کسی آریہ ودوان سے بھی امداد حاصل کی جائے۔

ان سزاؤں کے متعلق مزید تشریح کرتے ہوئے حکم دیا گیا ہے۔ کہ اگر کوئی آدمی بخت نادار ہو۔ تو اس سے کم لیا جا سکتا ہے۔ اور دولتمند ہو۔ تو اس سے دو چند۔ سہ چند اور چہار چند تک بھی لیوے۔ گویا سزائیں جرموں اور گناہوں کی نہیں۔ بلکہ شخصیتوں کے لحاظ سے ہیں۔

چور کی سزا

چوری کے جرم کے لئے منوجی کا جو حکم سوامی جی نے نقل کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ

"چور جس جس عضو سے انسانوں میں نامناسب حرکات کرتا ہے۔ اس عضو کو سب کی عبرت کے لئے راجہ کاٹ دے" جس جس عضو سے نامناسب حرکات کرتا ہو۔ اسے کاٹ دینے کے معنے سمجھنے مشکل ہیں۔ چور چوری کرتے وقت دماغ۔ آنکھ۔ کان۔ ہاتھ پاؤں۔ غرضیکہ تقریباً سب اعضاء رئیسہ سے کام لیتا ہے۔ کیا اس حکم کے یہ معنے ہیں۔ کہ یہ تمام اعضاء کاٹ ڈالے جائیں۔ اگر یہی ہیں۔ تو کیا اس کو پھانسی دے دینا اس بربریت کے ساتھ ہلاک کرنے سے بہتر نہیں ہوگا:

زناء کی سزا

ارشاد ہوتا ہے۔

"جو عورت اپنے حسب نسب کے گھمنڈ سے شوہر کو چھوڑ کر زناء کرے۔ اس کو چاہیئے جی بہت عورتوں اور مردوں کے سامنے کتوں سے کٹوا کر مروا ڈالے۔ اسی طرح اپنی عورت کو چھوڑ کر دوسرے کی عورت سے خواہ رنڈی سے زنا کرے۔ تو لوہے کے پلنگ کو آگ میں تپا کے اور سرخ کر کے اس پر اس گنہگار مرد کو سلا کر بہت سے آدمیوں کے سامنے جلا دیوے"

اس سوال کو چھوڑ دیجئے۔ کہ کسی کے زانی یا زانیہ ہونے کا فیصلہ کس طرح کیا جائیگا۔ اور یہ کس طرح معلوم ہوگا۔ کہ الزام زناء حقیقت پر مبنی ہے۔ یا محض جھوٹی تہمت ہے۔ کیونکہ ویدک دہرم جیسے مکمل اور عالمگیر مذہب کو ایسی معمولی تفصیلات اور غیر اہم توضیحات میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن ستم یہ ہے۔ کہ اتنا بھی تو نہیں بتایا۔ کہ جو عورت اپنے حسب نسب کے گھمنڈ سے شوہر کو چھوڑ کر" زنا نہ کرے۔ بلکہ کسی اور وجہ سے اس کی مرتکب ہو۔ تو اسے کیا سزا دی جائیگی:

ملازمین سرکاری کو سزا

سوامی جی لکھتے ہیں۔ "جس جرم میں معمولی آدمی پر ایک روپیہ جرمانہ ہو۔ اسی قصور میں راجا کو ہزار روپیہ جرمانہ ہونا چاہیئے۔ وزیر یعنی راجہ کے دیوان کو آٹھ سو گنا۔ اس سے کم درجہ کو سات سو گنا اور اس سے بھی کم درجہ کو چھ سو گنا۔ علیٰ ہذا القیاس اسی سلسلہ سے جو چھوٹے سے چھوٹا نوکر یعنی چپڑاسی ہے۔ اس کو آٹھ گنا سزا سے کم نہ ہونی چاہیئے"

جرمانہ کی سزاؤں میں تو یہ امتیاز اور فرق بتا دیا گیا۔ لیکن یہ نہ سمجھ میں آیا۔ کہ بدنی سزا کے متعلق کیا احکام ہیں۔ کیا وہ بھی اسی نسبت سے ہونی چاہیئے۔ یا پھر اگر معمولی آدمی اور راجہ دونوں سے کوئی ایسا جرم سرزد ہو۔ جس کی سزا قتل ہو تو پھر اس کی نسبت کو کس طرح قائم رکھا جائیگا:

سزاؤں میں انتہائی سختی

ستیارتھ پرکاش میں اس سے زیادہ اخلاقی جرائم یا ان کی سزاؤں کا ذکر موجود نہیں۔ معلوم نہیں سوامی جی نے ہی نہیں لکھا۔ یا منوجی نے بھی ضرورت نہیں سمجھی۔ بہرحال جو کچھ بھی درج ہو چکا۔ اس سے اتنا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ کہ سزا تجویز کرتے وقت پوری پوری سنگدلی اور قساوت قلبی کا ثبوت دیا گیا ہے۔ اور مجرم کو اپنی اصلاح کے لئے کوئی موقع نہیں دیا گیا۔ خود سوامی دیانند کو بھی اس بات کا احساس ہوا ہے۔ کہ سزائیں بہت سخت رکھی گئی ہیں۔ چنانچہ آپ نے خود ہی یہ سوال اٹھایا ہے۔ کہ "کسی عضو کو کاٹ ڈالنا یا جان سے مار دینا مناسب نہیں ہے کیونکہ انسان کسی عضو کا بنانے والا یا زندگی دینے والا...

فضیلتِ اسلام

اسلام میں اللہ تعالےٰ سے ہمکلامی کا شرف

انسانی پیدائش کی سب سے بڑی غرض

انسانی پیدائش کی حکمت اور نزول مذہب کی سب سے بڑی غرض و غایت یہی ہے۔ کہ انسان اللہ تعالیٰ کے بتلائے ہوئے رستہ پر چل کر اپنے محبوب حقیقی کو پالے۔ اسی مقصد کو اللہ تعالےٰ نے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ میں بیان فرمایا ہے۔ اور درحقیقت اگر ہمارا کوئی خدا ہے۔ اور جیسا کہ یقینی طور پر ثابت ہے۔ اور اگر ہم دنیا میں اسی لئے بھیجے گئے ہیں۔ کہ خدا کا قرب حاصل کریں۔ تو ضروری ہے۔ کہ ہماری عملی جدوجہد کا کوئی شاندار نتیجہ ظہور پذیر ہو۔ جو یہی ہو سکتا ہے۔ کہ ہمیں وہ مقصود حاصل ہو۔ جس کے لئے ہماری پیدائش معرض وجود میں آئی۔ اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ خدا کی محبت اور اس کا وصال اگر محض ہمارے تخیلات تک محدود ہے اور اس کا کوئی اثر ہمارے قلب پر نہ ہو۔ یا اس کے قرب کا کوئی نشان ہمیں دکھائی نہ دیتا ہو۔ تو ایسا خیال کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتا۔

سچے مذہب کی علامت

پس ضروری ہے۔ کہ مذہب ہماری زندگی میں ایسا انقلاب پیدا کرے۔ کہ ہمیں خدا کی محبت نہ محض ظنی طور پر بلکہ یقینی اور قطعی طور پر حاصل ہو جائے۔ دنیا میں بہت سے مذاہب ہیں۔ اور ہر مذہب والا اپنی اپنی جگہ یہی خیال کرتا ہے۔ کہ شاید الٰہی قرب کے حصول کا سب سے زیادہ یقینی طریق اسی کے مذہب نے بتایا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ وہ کونسا مذہب ہے جو ہمیں فی الواقع خدا تک پہنچا بھی دیتا ہے۔ محض یہ دعویٰ کر دینا۔ کہ ہمارے مذہب کے اندر یہ خوبی ہے۔ کہ وہ انسان کو روحانیت کے بلند ترین مدارج تک پہنچا سکتا ہے۔ بالکل بے حقیقت ہوگا۔ اگر اس دعویٰ پر کوئی دلیل نہ ہو۔ غرض کسی مذہب کی حقانیت اسی صورت میں مسترشح ہو سکتی ہے جب اس پر چل کر انسان وہ شیریں ثمرات حاصل کرے۔ جو قرب الٰہی کا لازمی نتیجہ ہیں۔

اسلام کی افضلیت

ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ اس پہلو کے لحاظ سے اسلام ہی مذاہب عالم پر فضیلت رکھتا ہے۔ کیونکہ اسلام صرف اللہ تعالیٰ کے قرب تک پہنچانے کا زبانی دعویٰ ہی نہیں کرتا۔ بلکہ اس دعویٰ کو ثابت بھی کرتا ہے۔ مگر یہ امر اور بھی زیادہ جاذب توجہ ہے۔ کہ قرب الٰہی حاصل کرنے کا دعویٰ کرنے میں بھی اسلام تمام ادیان سے نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔

عیسائیت میں قرب الٰہی کی علامات

ہمارے سامنے اس وقت دو عظیم الشان مذہب ہیں۔ عیسائیت اور ہندومت۔ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے ایمان لانے کا جو نتیجہ ظاہر فرمایا۔ وہ آپ کے ہی الفاظ میں یہ ہے۔ کہ

"ایمان لانے والوں کے درمیان یہ معجزے ہوں گے۔ وہ میرے نام سے بدروحوں کو نکالیں گے۔ نئی نئی زبانیں بولیں گے۔ سانپوں کو اٹھالیں گے۔ اور اگر کوئی ہلاک کرنے والی چیز پئیں گے۔ انہیں کچھ ضرر نہ پہنچے گا۔ وہ بیماروں پر ہاتھ رکھیں گے۔ تو اچھے ہو جائیں گے" (مرقس ۱۶/۱۷)

گویا مراتب ایمان پر حاوی ہو جانے کے بعد ایک سچے عیسائی کو جو چیز ملنے کی امید ہو سکتی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ بدروحوں کو نکالے نئی نئی زبانیں بولے۔ سانپوں کو اٹھائے۔ زہر بے خطر استعمال کرے۔ اور بیماروں پر ہاتھ رکھے۔ تو وہ اچھے ہو جائیں۔

اس امر سے قطع نظر کیجئے۔ کہ ان امور کا روحانیت سے کوئی تعلق ہے۔ یا نہیں۔ دیکھنا صرف یہ ہے۔ کہ جو باتیں قرب الٰہی کی علامات کے طور پر بیان کی گئی ہیں۔ وہ عیسائیوں میں پائی بھی جاتی ہیں۔ یا نہیں۔

ہندومت کیا کہتا ہے

اب ہندومت کو لیجئے۔ وہ جس چیز کا اپنے پیرووں کو وعدہ دیتا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ انسان پرماتما کے اس قدر قریب ہو جاتا ہے کہ اس کا دل روشن ہو جاتا۔ اور اسے الٰہی گیان حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ الگ امر ہے۔ کہ یہ مرتبہ کسی کو آج تک ان میں سے حاصل بھی ہوا ہے۔ یا نہیں

اسلام کیا کہتا ہے

ان کے مقابلہ میں اسلام نے جس انعام کی امید دلائی۔ وہ نہایت ہی شاندار ہے۔ اور اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے ابتدا میں ہی فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ذالک الکتاب لاریب فیہ۔ یہ قرآن وہ کتاب ہے۔ جس میں کسی قسم کی ہلاکت کی راہ نہیں۔ اور اس کا کام یہ ہے۔ ھدی للمتقین۔ یہ متقیوں کا راہنما ہے۔ بعض نافہم لوگوں نے اس پر اعتراض کیا۔ کہ کہنا تو یہ چاہیے تھا کہ میں بروں کی ہدایت کے لئے آیا ہوں مگر قرآن کہتا ہے۔ میں متقیوں کی ہدایت کے لئے آیا ہوں۔ جو پہلے ہی متقی ہوں۔ انہیں ہدایت کی کیا ضرورت۔ حالانکہ اس میں یہ بتلایا گیا ہے۔ کہ قرآن کریم ایسی عظیم الشان کتاب ہے۔ کہ یہ متقیوں کے لئے بھی ہدایت نامہ ہے۔ اور جو کتاب متقیوں کو ہدایت دے سکتی۔ اور انہیں بلند تر مقامات روحانیہ پر پہنچا سکتی ہے۔ وہ دوسرے لوگوں کو کیوں نہ ہدایت دیگی۔ جو شخص۔ ایم۔ اے کلاس کو پڑھا سکتا ہو۔ وہ نویں دسویں جماعت کو بدرجہ اولیٰ پڑھانے کے قابل ہوگا۔ پس قرآن کی فضیلت کا اظہار ہے۔ اور اس کے علوم مرتبت کا ذکر۔

متقیوں کی صفات

آگے اللہ تعالےٰ نے متقیوں کی چند صفات بیان فرمائی ہیں۔ فرماتا ہے۔ متقی وہ ہیں۔ جو یؤمنون بالغیب پر ایمان لاتے ہیں۔ یعنے صاحب تقویٰ انسان غائبانہ طور پر اللہ تعالیٰ کی قدرتوں اور اس کی بے مثال طاقتوں پر ایمان رکھتا ہے۔ یہ متقی کی تعریف ہے مگر چونکہ قرآن انسان کو اس سے بھی بلند لے جاتا۔ اور متقیوں کو بھی ہدایت دیتا ہے۔ اس لئے بالفاظ دیگر قرآن اس مقام تک انسان کو پہنچاتا ہے۔ جہاں وہ خدا کو ظاہر دیکھ لیتا ہے۔ یعنے اس قدر اسے قرب حاصل ہو جاتا ہے۔ کہ دوئی مٹ جاتی ہے اور اس کے لئے خدا غیب میں نہیں رہتا۔ بلکہ ظاہر ہو جاتا ہے۔ متقی کی دوسری تعریف یہ بیان فرمائی کہ یقیمون الصلوٰۃ وہ نمازوں کو قائم کرتے ہیں۔ مطلب یہ کہ نمازیں گرتی ہیں۔ متقی اسے کھڑا کرتا ہے۔ وہ پھر گرتی ہیں۔ انسان اسے پھر کھڑا کرتا ہے۔ گویا متقی پر وہ وقت آتا ہے۔ جب گو وہ نماز پڑھتا ہے۔ مگر نماز سے روکنے والی باتیں اس کے سامنے ظاہر ہو ہو کر اسکے دل کو دوسری طرف پھیرتی ہیں اس وقت وہ نماز کھڑی کرتا ہے۔ اور اسی جدوجہد میں رہتا ہے۔ حتیٰ کہ نماز اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت بن جاتی ہے۔ جیسا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ قرۃ عینی فی الصلوٰۃ

متقی کی ایک اور صفت یہ بیان فرمائی۔ کہ ومما رزقنٰھم ینفقون۔ وہ اپنے اموال کا کچھ حصہ خدا کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔ مگر قرآن اس سے بھی انسان کو بلند لے جاتا ہے۔ اور اسکی یہ حالت ہو جاتی ہے۔ کہ یہ اپنا تمام مال خدا کے رستہ میں قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ اور عشق الٰہی میں ایسا مدہوش ہوتا ہے۔ کہ اسے ماسوا اللہ تمام چیزیں حقیر اور ادنیٰ دکھائی دیتی ہیں۔ صرف خدا ہی خدا نظر آتا ہے

پھر فرمایا متقی وہ ہوتا ہے۔ جو یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک یعنی وحی الٰہیہ پر ایمان رکھتا ہے۔ مگر چونکہ قرآن اس سے بھی بلند رتبہ تک انسان کو پہنچاتا ہے۔ اور اس کے لئے بھی ہدایت کا موجب بنتا ہے۔ اس لئے بالفاظ دیگر ایک وقت تو وہ وحی الٰہیہ پر ایمان لاتا ہے۔ مگر دوسرے وقت وہ خود الٰہی وحی کا مورد بن جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف حاصل کر لیتا ہے۔

اسلام وعدہ پورا کرتا ہے

گویا اسلام حسن انعام کا وعدہ دیتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اور اسے دنیا میں پورا کرتا ہے۔ اب دیکھ لو کس مذہب نے اپنے متبعین کو عظیم الشان وعدہ دیا۔ پھر جب وعدہ پورا کرنے کا وقت آتا ہے۔ اس وقت بھی اسلام ہی افضل ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ نہ عیسائی اپنے اندر کوئی ایسا شخص دکھا سکتے ہیں۔ جو زہروں کو بغیر خطرے کے پی سکے اور بغیر سیکھے نئی نئی زبانیں بول سکے۔ اور نہ ہنود اپنے اندر کوئی ایسا شخص دکھا سکتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں فنا ہو چکا ہو۔ اور اس کی محبت کے اس پر نشانات ظاہر ہوں۔ لیکن اسلام میں ہر زمانہ میں اسکی نظیر ملتی رہی اور اب بھی جماعت احمدیہ میں ایسے افراد موجود ہیں۔ جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کی سعادت حاصل کی۔ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملٰئکۃ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی محبت میں استقامت دکھاتے ہیں۔ خدا کے ملائکہ ان پر وحی آسمانی لیکر اترتے ہیں۔ گویا اسلام ایمان کا یہ نتیجہ قرار دیتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ انسان سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اب دیکھ لو۔ تمام مذاہب میں سے یہ شاندار وعدہ بھی اسلام نے ہی دیا۔ اور اس وعدے کو پورا بھی اسلام نے ہی کیا۔ لیکن دیگر مذاہب نے صرف وعدے ہی وعدے کئے اور وہ بھی ادنےٰ۔ اور پھر انہیں پورا بھی نہ کیا

جموں کے ہندوؤں کی فتنہ انگیز حرکات

مسلمانوں کے خلاف دل آزار اور اشتعال انگیز نعرے

ذمہ وار حکام فتنہ انگیزی کا انسداد کریں

جب سے مہاراجہ صاحب بہادر نے مسلمانوں کو رہا کرنے اور ان کے مطالبات پر توجہ کرنے کا اعلان کیا ہے۔ جموں اور کشمیر کے ہندو نہایت اشتعال انگیز حرکات کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ ہندو اخبارات میں اگرچہ ان کی شرارتوں اور فتنہ انگیز افعال کی تفصیلات شائع نہیں کی جاتیں۔ لیکن اتنا ان میں بھی لکھا جا رہا ہے۔ کہ ہندو متواتر خفیہ جلسے کر رہے ہیں۔ اور ہر رنگ میں اپنے رنج اور غصہ کا اظہار کر رہے ہیں۔ ذیل میں ہم جموں کے ہندوؤں کے متعلق جو مراسلت درج کر رہے ہیں۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ ہندوؤں کی شرارتوں کی نوعیت کیا ہے۔ اگر وہ حالات جو اس مراسلت میں درج کئے گئے ہیں۔ درست ہیں۔ اور قرائن سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ درست ہیں۔ تو ہم ذمہ وار حکام کو ان کے انسداد کی طرف خاص طور پر توجہ دلاتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی مسلمانوں سے بھی یہ کہہ دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ ہندوؤں کی غرض فتنہ و فساد پیدا کر کے مسلمانوں کے مطالبات کو کھٹائی میں ڈالنا ہے۔ جیسا کہ اس سے قبل وہ کئی بار کر چکے ہیں۔ اور ان کی اس چال سے بچنے کا یہی طریق ہے۔ کہ مسلمان کلی طور پر پرامن رہیں۔ اس لئے جس طرح بھی ممکن ہو صبر و تحمل سے کام لیں۔ اور انتظار کریں۔ کہ حکام قیام امن کے متعلق اپنے فرائض کہاں تک ادا کرتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

۱۰ اکتوبر ۱۹۳۱ء جموں میں منادی منجانب ینگ مینز مسلم ایسوسی ایشن کرائی گئی۔ کہ رات کو مسجد تالاب کھٹیکاں میں ایک اجلاس عام منعقد ہو گا۔ اور مولوی مظہر علی صاحب اظہر اور دیگر اصحاب جو حکومت کشمیر کی طرف سے سری نگر بلائے گئے ہیں۔ لیکچر دیں گے۔ چنانچہ رات کو ۹ بجے ۱۲ ہزار کی تعداد میں مسلمانان جموں و گرد و نواح کی دیہاتی پبلک اکٹھی ہو گئی۔ ۹½ بجے کے قریب کارروائی اجلاس شروع ہوئی۔ بعد تلاوت و نعت خوانی خواجہ غلام محمد صاحب بی۔ اے نے جو سری نگر میں ایم۔ ایس عبداللہ ایم۔ ایس۔ سی کے ساتھ سیکنڈ ڈکٹیٹر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ گذشتہ دنوں کے زہرہ گداز مظالم کے چند ایک خونچکاں مناظر پیش کرنے کے بعد مسلمانوں کو منظم ہونے کی نصیحت کی۔ پھر مولوی مظہر علی صاحب نے تقریر کی۔ وہ ابھی تقریر کر رہے تھے۔ کہ مسجد کی چھت پر بیٹھے ہوئے لوگوں کو ناپاک صدائیں سنائی دیں۔ جو اشتعال انگیزی اور ہنگامہ آرائی کا اعلان تھیں۔ یعنی اسلام مردہ باد۔ قرآن مردہ باد۔ مقتولین کشمیر مردہ باد۔ رفتہ رفتہ مسجد کے صحن میں بیٹھنے والوں کو بھی یہی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ جس سے مجمع میں جوش پیدا ہو گیا۔ جسے مولوی صاحب نے فرو کیا۔ معلوم ہوا۔ کہ ہندوؤں کا ایک فتنہ پرداز گروہ اس وقت جبکہ تمام مسلمانان جموں مسجد میں تھے۔ ان کی عدم موجودگی سے ناجائز فائدہ اٹھا کر مسلمان محلوں میں سے جلوس کی شکل میں گذرتے ہوئے یہ ناپاک نعرے اور آوازیں نکالتے ہوئے گزر رہے تھے۔ اگر اس وقت مسلمانوں کو صبر کی تلقین نہ کی جاتی۔ تو سخت خطرناک تصادم ہو جاتا۔ مگر کارکنان مجلس نے نہایت اعلیٰ طریق سے مسلمانوں کو پرامن رہنے کی تلقین کی۔ اور وہ سنبھل گئے۔ ورنہ بدامنی کا مکمل یقین تھا۔ جس کا تمام بار حکام متعلقہ کی گردنوں پر ہوتا۔

۱۱ اکتوبر پھر فتنہ پرداز ہندوؤں نے سندر دیوانال میں ایک اجلاس اپنی شرانگیز تجاویز کو عملی جامہ پہنانے کی خاطر منعقد کیا۔ جہاں چندہ کی فراہمی۔ مسلمانوں سے جنگ۔ حیدر آباد میں جتھوں کی روانگی وغیرہ کے متعلق تجاویز پاس کی گئیں۔ بعد خاتمہ جلسہ ہندوؤں کے ایک بہت بڑے گروہ نے جلوس کی صورت اختیار کی۔ اور رات بھر نعرہ ہائے ذیل لگا کر اپنی ناپاک ذہنیت کا مظاہرہ کرتے رہے۔ مسلمانوں کا اللہ مردہ باد۔ ایس ایم عبداللہ مردہ باد۔ قرآن مردہ باد اسلام مردہ باد۔

۱۲ اکتوبر پھر منادی کرائی۔ کہ آج رات کو پرانی منڈی میں ایک اجلاس منعقد ہو گا۔ اس وقت رات کے آٹھ بجے ہیں۔ اور پرانی منڈی میں قبل از وقت معینہ شرارتی ہجوم جمع ہو رہا۔ اور ببانگ دہل اعلان کیا جا رہا ہے۔ کہ رات کو مسلمانوں پر شبخون مارا جائے۔ دل آزار اور ناپاک نعرے لگائے جا رہے ہیں مگر امن پسند ہندو ان مفسد ہندو نوجوانوں کو سمجھا رہے ہیں۔ کہ ایسی واہیات۔ اور بیہودہ حرکات نہ کی جائیں۔ مگر خدا جانے یہ کس خیال موہوم پر اس قدر بھڑک رہے ہیں۔ کہ باز رہنے کا نام تک نہیں لیتے۔ دوسری طرف پرامن مسلمانان جموں نعرہ ہائے مذکور کو جو ظاہرہ اور علانیہ توہین اسلام ہے برداشت نہ کرتے ہوئے انتہائی درجہ کے ہیجان و اضطراب کے متلاطم میں بے طرح تھپیڑے کھا رہے ہیں۔ مگر بدستور سابق نقضِ امن کے ارتکاب سے گریز کرتے ہوئے خاموش ہیں۔ مزید براں لیڈران قوم رضاکاروں کے ذریعہ محلوں میں پرامن رہنے کی تلقین کر رہے ہیں لیکن اگر چندے یہی حالت رہی۔ تو امن قائم رہنا قطعاً ناممکن ہو گا۔ ذمہ وار حکام سے ہم پوچھنا چاہتے ہیں۔ کہ کیوں ادھر توجہ نہیں کرتے۔ (نامہ نگار)

آریوں اور جینیوں کا مباحثہ

پانی پت میں چار روز ۱۰ اکتوبر سے ۱۳ اکتوبر تک آریہ سماج اور جین دھرم کا ایک دلچسپ مباحثہ ہوا۔ مباحثہ کا بڑا موضوع تھا "کیا وید الہامی ہیں" فاضل جینی مناظر پنڈت راجندر کمار نے بڑی قابلیت اور لیاقت کے ساتھ بدلائل قویہ اس بات کو ثابت کیا کہ وید میں فحش باتیں ہیں۔ وید میں ناممکن باتیں ہیں۔ وید میں بہل منتر میں ویلیں جیو ہتیا موجود ہے۔ اس لئے وہ خدا کا کلام نہیں ہو سکتے۔ آریوں کا دعویٰ کہ وید علوم اور سائنس سے بھرے پڑے ہیں۔ بالکل غلط ہے۔ ویدوں کے متعلق دعویٰ کیا جاتا ہے کہ وہ دنیا کی ابتدا میں نازل ہوئے یہ بھی غلط ہے۔ ان میں رشیوں اور سرسوتی وغیرہ ندیوں کے نام آتے ہیں۔ یجر وید کا چوبیسواں ادھیائے سارے کا سارا ایسا ہے کہ اس کا مطلب کوئی نہیں بتلا سکتا اگر کسی میں ہمت ہے تو اس کا مطلب بتائے۔ میں تمام آریہ سماج کو چیلنج دیتا ہوں۔ آریہ مناظر نے مجبوراً تسلیم کیا کہ بیشک ایسا ہے۔ مگر ہم اور آپ بیٹھ کر

مسلمانانِ کشمیر سے خطاب

مسلمانوں کی تباہ حالی

ملک کشمیر کے مسلمانوں میں جو بیداری اس وقت پیدا ہوئی ہے۔ وہ نہایت ہی حیرت انگیز ہے۔ قبل ازیں تو اس ملک کے مسلمان عموماً نفسانفسی میں مبتلا اور حقوق العباد بھلا بیٹھے تھے۔ جس کی وجہ سے قوم مسلم روبر تنزل ہو رہی تھی۔ اور خطرہ تھا۔ کہ کہیں یہ قوم معدوم ہی نہ ہو جائے۔ زمینداروں کی تباہ حالت اور روز افزوں ادبار تاجروں کے مشکلات اور سرکاری امداد کا نہ ہونا۔ محصولات وغیرہ کا بار گراں۔ مسلمان تعلیم یافتوں کی بے قدری اور سب سے بڑھ کر مذہبی آزادی کا نہ ہونا۔ اور مساجد اللہ پر ناجائز قبضہ وغیرہ بیسیوں مشکلات و نقصانات کو مسلمان ٹھنڈے دل سے برداشت کر رہے تھے۔ اور انکی غفلت شعاری پر خدائے جبار کی ناراضگی بڑھتی جاتی تھی۔

مسلمانوں کی بیداری

لیکن رحمت خدا غضب خدا پر غالب آگئی۔ اور اس کی رحمت اور فضل سے قوم میں سے ایسے انسان اٹھ کھڑے ہوئے۔ جنہوں نے قوم کو بیدار کر دیا۔ قوم بیدار ہو گئی۔ اور ساتھ ہی جہاں پھوٹ۔ تفرقہ بازی اور دشمنی تھی۔ وہاں اتحاد اور دوستی پیدا ہو گئی۔ پرانا رویہ آرام طلبی اور ذلت پسندی کو پس پشت ڈال دیا گیا ہے۔ قوم اپنے حقوق حاصل کرنے کے لئے کھڑی ہو گئی۔ اور عزم بالجزم کر کے پورے استقلال کے ساتھ جدوجہد میں مصروف ہو گئی۔ سالہا سال کا دشوار گزار راستہ تھوڑی دیر میں آسانی سے کس طرح طے ہو سکتا ہے۔ لیکن

جب ہمت کی جولانی ہے ؏ تو پتھر بھی پھر پانی ہے

مشکلات کا سامنا کیا گیا۔ مال و دولت قربان کی گئی۔ اور جب نوبت آئی۔ تو اپنی عزیز جانوں اور اپنی پیاری اولاد کو بھی گولیوں کے آگے کر کے غیرت اسلام کا ثبوت دیا گیا۔ مسلمان جب اسلام کے احترام کے لئے اٹھے۔ مسلمان جب قوم کو افلاس سے آزاد کرنے کیلئے اٹھے۔ مسلمان جب دشمنوں کو نیچا دکھانے کے لئے اٹھے۔ تو وہ استقلال میں پہاڑ بن گئے۔ ہمت و روانی میں دریا بن گئے۔ شجاعت و مردانگی میں بے مثال بن گئے۔

مسلمانوں کو مبارک ہو

وہی استقلال وہی ہمت وہی مردانگی آج سینکڑوں سال کی خواب غفلت کے بعد پھر ظہور میں آئی۔ دشمنوں نے نیند سے بیدار ہونے والے مسلمانوں کو سخت سے سخت لوٹیں پہنچائیں۔ مگر اب مسلمانو! سختیوں کا جھیلنا۔ مظالم کا برداشت کرنا مبارک ہو۔ قید خانوں میں پڑنا مبارک ہو۔ بیگناہوں کو گھروں سے نکال کر گرفتار کیا جانا مبارک ہو۔ اے سرو قد نوجوانو! اے چمن شباب کے نونہالو! اجڑے گھروں کے چراغو! اے اسلام کے شیدائیو! تمہارا راہ حق میں جان دینا مبارک ہو۔ اس ظلمستان کی زمین کا تمہارے لہو سے نہلایا جانا مبارک ہو۔ کربلا کو زندہ کرنا مبارک ہو۔

مسلمانو! تمہاری کامیابی یقینی ہے۔ مگر یاد رکھو۔ کہ ان مع العسر یسرا الخ

مصائب کا برداشت کرنا مال و جان کا نثار کرنا لازمی امور ہیں قربانیوں کے لئے ہر وقت تیار رہو۔ مال و دولت کا اس سے بہتر استعمال کیا ہو سکتا ہے۔ کہ اس وقت فی سبیل اللہ خرچ کرو۔ تاکہ مظلوموں کے غریب وارثوں کی امداد کی جا سکے۔

(ایک ذیلدار از علاقہ کشمیر)

مسلمانانِ کشمیر کے ہمدردوں سے

اس وقت کشمیر میں پنجاب کے بہت سے اصحاب سرکاری مہمان بنکر آئے ہیں۔ اور چند حضرات خود تشریف لائے ہیں۔ تاکہ بر اوی العین مخبرستان کشمیر کا ملاحظہ کریں۔ اور گورنمنٹ کشمیر کو امن قائم کرنے میں امداد دیں۔ آپ کشمیر کے مظلوم اور غریب مسلمانوں کی قسمت کا فیصلہ ان کے ہاتھ میں ہے۔ یہی وقت ان رہبران قوم کے ایمان کے پرکھنے کا ہے۔ ایک طرف ان کے سامنے حکومت ہے۔ دوسری طرف ان کے مظلوم اور ستم رسیدہ بھائیوں کی حالت زار ہے۔ اب یہ ان کا اختیار ہے۔ کہ جونسا راستہ چاہیں۔ اختیار کریں۔ شافی اللہ کر راستہ میں حضرت محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوشنودی کے علاوہ اس قوم کی فلاح و بہبودی کا سہرا بھی ان کے سر باندھا جائیگا۔ جو قوم صدیوں سے غلامی کی زندگی بسر کر رہی ہے۔ ؎

مرنا بھلا ہے اس کا جو اپنے لئے جئے ؏ جیتا ہے وہ جو مر چکا ہو قوم کے لئے

(از طرف مسلمانان کشمیر)

"مومن" اور اگا "نامہ نگار خصوصی" (جو غالباً خود بدولت ہی ہیں) لکھتا ہے "آپ نے جلسے میں تشریف لاکر مختصر سی تقریر فرمائی۔ چند شورہ پشت قادیانیوں نے بیہودہ سوالات اور بے جا شور و غل سے گڑبڑ ڈالنے کی کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں خائب و خاسر رکھا" حالانکہ جلسے میں آوازے کسنے والے اور لعنتوں کی بوچھاڑ کرنے والے حنفی اور اہلحدیث مسلمان تھے۔ ان میں احمدی ایک بھی نہ تھا۔ اور وہ معزز کشمیری سوداگر بھی جس نے مولانا کیخلاف اٹھائے جوش و خروش میں اپنی کیپ تک پھاڑ ڈالے فرقہ اہلحدیث سے تعلق رکھتا تھا۔ اور پھر کس مزے سے لکھا گیا ہے۔ کہ "اللہ تعالیٰ نے انہیں خائب و خاسر رکھا" خدا جانے وہ کونسا مقصد تھا۔ جس میں شرکائے جلسہ خاسر رہے۔ ان کا مدعا صرف یہ تھا کہ مولانا ظفر علیخان تقریر نہ کرنے پائیں۔ اور جلسے سے چلے جائیں۔ چنانچہ مولانا تقریر بھی نہ کر سکے۔ اور انکو سر پر پاؤں رکھ جلسے سے بھی بھاگنا پڑا۔ اب قارئین خود ہی اندازہ کر لیں۔ کہ "خائب و خاسر" کون ہوا؟

مولوی ظفر علیخاں کی ذلت و رسوائی

مولانا ظفر علیخان صاحب ایڈیٹر "زمیندار" کا اخبار معلق عجیب الخلقت واقع ہوئے ہیں۔ مولانا لاہور سے کشمیر کو روانہ ہوئے جب منزل اول یعنی سیالکوٹ پہنچے اور اپنی ہمدردی جتانے یا حکومت کشمیر کو تعاون کا دعا کہنے کے لئے رضا کاروں کے کیمپ کا رخ کیا۔ تو پہرے کے رضا کار نے آپ کو کیمپ میں داخل ہونے سے روک دیا۔ آپ نے فرمایا۔ "میں ظفر علیخان ہوں" جواب ملا "مجھے اچھی طرح معلوم ہے۔ اسی وجہ سے میں نے آپ کو روکا ہے۔ مجھے یہی حکم ہے۔ کہ کسی ناپسندیدہ آدمی کو کیمپ میں نہ گھسنے دوں"

آپ بیحد جھنجھلائے۔ اور بڑبڑاتے ہوئے جموں چلے گئے۔ وہاں پہنچنے کی دیر تھی۔ کہ بیشمار مسلمان ڈاک بنگلے پر جمع ہو گئے۔ اور "ٹوڈی" "غدار" اور "مردہ باد" کے نعروں سے آپ کا خیر مقدم کیا۔ جب وہاں بھی فضا ناسازگار دیکھی تو جھٹ سرینگر روانہ ہو گئے۔ تاکہ آقائے ولی نعمت کے سائے میں جگہ پناہ لیں یہ واضح رہے۔ کہ مولانا ظفر علیخان ریاست کشمیر کے قدیم نمکخوار ہیں۔ آپ کے والد محترم مولوی سراج الدین احمد مرحوم مہاراجہ پرتاب سنگھ آنجہانی کے زمانے میں وہاں سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانجات تھے۔ اس لئے حکمران کشمیر کی وفاداری آپ کو ترکہ میں ملی ہے

لیکن افسوس ہے۔ کہ سرینگر میں بھی آپ کو کسی نے چین نہ لینے دیا وہاں کے مسلمان گزشتہ مصائب کی وجہ سے بہت ہی زیادہ دردمند اور غمزدہ ہو رہے ہیں۔ ایسی حالت میں ان کے سامنے ایک ایسے شخص کا آجانا قیامت تھا۔ جس نے ساری تحریک میں ان کے ساتھ غداری کی ہو۔ اور ان کے پاکیزہ جذبات حریت کو "بدترین جذبات" قرار دیا ہو۔ چنانچہ آپ جس طرف سے گزر جاتے آپ پر آوازوں اور لعنتوں کی بوچھاڑ ہو جاتی۔

اتنے میں ایک تعلیمی ادارہ کا جلسہ منعقد ہوا۔ جس کے پہلے اجلاس میں تمام وزرائے حکومت بھی شریک ہوئے۔ دوسرے اجلاس میں مولانا ظفر علیخان بھی پہنچے۔ اور از بسکہ آپ کو اپنی طلاقت لسانی پر بہت بڑا ناز ہے۔ آپ اس خیال میں تھے۔ کہ جہاں میں نے ذرا چکنی چپڑی باتیں بھولے بھالے کشمیریوں کو کیں۔ ان کے دل موم ہو جائیں گے اور میں مسلمانوں کا مسلمہ لیڈر سمجھ لیا جاؤں گا لیکن جونہی آپ تقریر کیلئے کھڑے ہوئے جلسے میں قیامت برپا ہو گئی ہزارہا مسلمانوں نے لعنت لعنت شیم شیم۔ ٹوڈی مردہ باد غدار قوم ظفر علیخاں کے سامعہ نواز نعرے اس زور و شور سے لگائے۔ کہ مولانا کو منگلور کا جلسہ یاد آگیا۔ آپ نے بتیری کوشش کی۔ کہ کسی نہ کسی طرح کشمیری آپ کی بات سن لیں لیکن ان غیور مسلمانوں نے صاف انکار کر دیا۔ اور مولانا کو جوتے سنبھال کر بھاگتے ہی بنی۔

لیکن "زمیندار" کو دیکھئے تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت ظفر الملت کے عقیدتمندوں کی تعداد کشمیر میں تیس لاکھ سے بھی اوپر تک پہنچ گئی ہے کہیں عنوان میں "عقیدتمندوں کا بڑھتا ہوا جوش" بیان کیا جاتا ہے۔ کہیں مشتاقان زیارت کا تانتا بندھا رہتا ہے۔

ذوالفقار علی نے جس جلسے کی کیفیت اشاعت گزشتہ میں

اب ہو چکی۔ پر اسی

چھپ گئی!!   چھپ گئی!!

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے
کی معرکۃ الآرا تصنیف
سیرت خاتم النبیین حصہ دوم
چھپ گئی ہے

یہ وہ محققانہ تصنیف ہے جس کے لئے احباب جماعت مدت سے چشم براہ تھے۔ اور اس کے متعلق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بھی کئی بار فرما چکے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جتنی سوانح عمریاں چھپی ہیں یہ ان سے اچھی اور بہت اچھی ہے۔ ہر ایک احمدی دوست کو چاہیئے کہ اس درِ بیش بہا کو منگوا کر پڑھے۔ اور اپنی معلومات اور عرفان میں اضافہ کرے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف نے جس تحقیق اور محنت کے بعد اسے تحریر فرمایا ہے۔ وہ انہی کا حصہ تھا۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ اس میں جن مضامین پر بحث کی گئی ہے وہ واقعی اپنے اندر اچھوتا رنگ رکھتے ہیں۔ عام اشاعت کی خاطر قیمت بھی بہت کم رکھی گئی ہے تاکہ دوست آسانی کے ساتھ خرید سکیں۔ تختی کلاں۔ کاغذ اعلیٰ درجہ کا۔ لکھائی جلی اور خوشخط۔ چھپوائی۔ نفیس اور دیدہ زیب۔ حجم تقریباً پونے چھ سو صفحہ۔ مگر باوجود ان خوبیوں کے قیمت صرف دو روپے آٹھ آنہ۔ مجلد کی تین روپے حصہ اول کی قیمت ۱۲؍ ہے؛

ہندو راج کے منصوبے حصہ دوم یہ اس معرکۃ الآرا اور شہرہ آفاق تصنیف کا دوسرا حصہ ہے جو گذشتہ سال ہزاروں کی تعداد میں فروخت ہوئی۔ اس کی قبولیت کا بھی یہ عالم ہے کہ ایک ماہ کے اندر اندر چار بار چھپوانی پڑی۔ حجم ۲۲۰ صفحہ قیمت فی نسخہ ۶؍ **ایک روپے کے تین** ۱۰۰ کی قیمت بیس روپے جلد منگوا لیجئے۔ ورنہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا؛

ملنے کا پتہ
بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان

اردو شارٹ ہینڈ
(مختصر نویسی) سیکھئے

مسٹر جی۔ ایم۔ مہتہ۔ ایف۔ ایس۔ ڈی۔ ایس۔ سی۔ ٹی ایس ڈی (انگلینڈ) ایم۔ آئی۔ ایس۔ ڈی۔ ایم (ڈپریس) پرنسپل صاحب انڈین کارسپونڈنس کالج۔ بٹالہ۔ کی تازہ تصنیف۔ عرف دس کی آسان سبق۔ کوزہ میں دریا۔ کتاب مجلد و خوبصورت۔ قیمت حصہ اول مبلغ ایک روپیہ چار آنہ محصول ڈاک بذمہ خریدار

مینیجر اردو شارٹ ہینڈ بک ڈپو۔ بٹالہ (پنجاب)

بخار کی جڑی

اس امریکن دوا کی تین جڑی تھوڑے گرم پانی میں ملا کر پندرہ پندرہ منٹ کے بعد دینے سے ہر قسم کا بخار۔ زکام۔ پسلی نمونیہ۔ پلیگ۔ موتی جھرہ۔ چیچک پہ تتمے ہرے دست آنا۔ لو اور گرمی کا اثر دفع ہو جاتا ہے۔ مقوی ہے۔ ٹانک کا کام دیتی ہے۔ آزمائش شرط ہے؛

ڈاکٹر محمد حسن احمدی ایم۔ ڈی ایچ۔ ایس
بیری اکبر پور کانپور

تجارت کرو فائدہ اٹھاؤ

کمپنی ہذا کے کارکن احمدی ہیں مال دیانتداری سے بھیجا جاتا ہے

ہر قسم کے عمدہ ارزاں۔ زنانہ۔ مردانہ کٹ پیس کی گانٹھ مالیتی دو صد روپیہ بغرض تجارت منگوا کر نفع اٹھاؤ۔ ذاتی ضرورت کے لئے پچاس روپیہ کی نمونہ کی گانٹھ منگوا کر اہل و عیال کے کم خرچ بالا نشین پارچات بنواؤ۔ قلیل سرمایہ کی بہترین تجارت ہے۔ پردہ نشین مستورات بھی یہ تجارت کر رہی ہیں۔ چوتھائی رقم ہمراہ آرڈر پیشگی آنی چاہیئے؛

امریکہ کی سربند سالم گانٹھیں

موسم آ رہا ہے۔ امریکن سیکنڈ ہینڈ کوٹ کی گانٹھوں کا ابھی سے آرڈر بھیجئے۔ ہمارا مال سب سے اعلیٰ۔ نرخ سب سے ارزاں۔ وقت پر آرڈر دینے والوں کو خاص رعایت کرایہ مال گاڑی بالکل معاف تھوک نرخ طلب کرو؛

برساتی واٹر پروف کوٹ جائے نماز قالین۔ ارزاں نرخ پر منگوائیے

امریکن مرکنٹائل کمپنی بمبئی نمبر ۱۱

فینسی کٹ پیس

نمبر $\frac{18}{M}$ مخمل پھولدار نہایت اعلیٰ برائے زنانہ سوٹ ہر رنگ فی پونڈ ۱/۳ پونڈ میں ۳½ گز

$\frac{1}{E.C}$ امریکن ریشمی لیڈی ڈریس کلاتھ ہر رنگ نہایت اعلیٰ چیز ہے۔ فی پونڈ آٹھ روپیہ۔ پونڈ میں ۸ گز سے ۹½ گز تک

$\frac{A}{K}$ گز! سوٹنگ کلاتھ بلیم ہیڈ بڑے ٹکڑے فی پونڈ پانچ روپے پونڈ میں دو گز بڑا عرض

نوٹ:۔ آرڈر کے ہمراہ ¼ قیمت پیشگی آنی ضروری ہے محصول ڈاک بذمہ خریدار

مینیجر دی نیگرا اینڈ کو پوسٹ بکس ۲۰۲ کراچی

فٹ کئے ہوئے کوٹ

اگر آپ ادنیٰ سرمایہ سے کافی فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ تو فوراً فٹ شدہ کوٹوں کی فہرست طلب کرو؛

مینیجر دی نیگرا اینڈ کو پوسٹ بکس ۲۰۲ کراچی

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

— بھائی پرمانند نے ڈاکٹر مونجے کو لندن تار ارسال کیا ہے کہ پنجاب کے ہندو گاندھی جی کی مصالحتی مساعی کو پسند نہیں کرتے۔ اور ان کی تجاویز کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے۔ ہم صرف کسی غیر جانبدار بیرونی ثالث کو ہی منظور کرسکتے ہیں۔ اگر یہ نہ ہوسکے۔ تو آپ پروٹسٹ کے طور پر قطع تعلق کرلیں۔ ؛

— ۱۷ اکتوبر کو بمبئی میں اچھوت اقوام کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ جس کے بعد وزیر اعظم۔ اور دیگر برطانی مدبرین کے علاوہ گاندھی جی کو بھی یہ بحری تار بھیجا گیا۔ کہ اچھوت اقوام اپنے منتخب نمائندوں پر کامل اعتماد رکھتی ہیں۔ اور گاندھی ہمارا نمائندہ نہیں۔ نہ ہی ہمیں اس پر کوئی اعتماد ہے ؛

— ہندو اخبارات نے پچھلے دنوں یہ پروپیگنڈا شروع کیا تھا۔ کہ مولانا شوکت علی معزول خلیفہ سلطان عبدالمجید کی خلافت کے لئے دوبارہ تحریک جاری کرنے والے ہیں۔ مولانا نے اس کی پرزور تردید کی ہے ؛

— پشاور سے ۱۷ اکتوبر کی اطلاع ہے کہ تمام آفریدی جنہیں گذشتہ سال مارشل لاء آرڈی ننس کے ماتحت گرفتار کیا گیا تھا۔ نئے عہد نامہ کے رو سے رہا کر دئے گئے ہیں ؛

— جنیوا سے ۱۷ اکتوبر کی اطلاع ہے کہ آج مجلس اقوام میں منچوریا کا قضیہ پیش ہوا۔ کونسل نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ جاپان اپنی افواج سرحد چین سے ہٹالے لیکن جاپانی وزیر نے سخت پروٹسٹ کیا۔ اور کہا۔ کہ جاپان کو جمعیتہ مذکور سے علیحدہ کر دیا جائے ؛

— لندن سے ۱۷ اکتوبر کی اطلاع ہے کہ سر سپرو۔ مسٹر جیاکر اور مہاراجہ بیکانیر نے ۱۳ نومبر کو روانہ ہونے والے ایک جہاز میں نشستیں ریزرو کرائی ہیں ؛

— کلکتہ سے ۱۷ اکتوبر کی ایک اطلاع ہے کہ ایک قریبی سٹیشن جنادری پر ریوالوروں سے مسلح نوجوانوں نے ڈاکہ ڈالا۔ اور ڈاک کے تھیلے چھین کر لے گئے ؛

— شملہ سے ۱۷ اکتوبر کی خبر ہے کہ سر فضل حسین نے کونسل آف سٹیٹ کی رکنیت سے استعفا دیدیا ہے جسے گورنر جنرل نے منظور کرکے آپ کی جگہ مسٹر رام چند کو کونسل کا رکن نامزد کیا ہے ؛

— حسب قرارداد ۱۹ اکتوبر کو مسلمانان جموں و کشمیر کے مطالبات مہاراجہ صاحب کی خدمت میں پیش کر دئے گئے۔ جوابی تقریر میں مہاراجہ صاحب نے کہا۔ اس وقت تو کوئی جواب نہیں دیا جاسکتا۔ مگر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ جواب میں کسی قسم کی تاخیر نہ کی جائیگی۔

— لندن سے ۱۹ اکتوبر کی اطلاع ہے کہ گول میز کانفرنس کا مکمل اجلاس ۵ نومبر کو شروع ہو کر دس نومبر کو ختم ہو جائیگا ؛

— ۱۹ اکتوبر کو لندن سے آمدہ تاروں سے پایا جاتا ہے کہ حکومت برطانیہ فرقہ وار مسائل کا خود فیصلہ کرنے والی ہے۔ انتخابات کے اختتام پر وزیر اعظم مسٹر میکڈانلڈ اس کا اعلان کر دیں گے۔ اور خیال کیا جاتا ہے کہ یہ فیصلہ مسلمانوں کے خلاف ہوگا ؛

— لندن کے پولیٹکل حلقوں میں یہ خبر بھی عام ہے۔ کہ گول میز کانفرنس کو ملتوی کرکے ایک پارلیمنٹری کمیشن ہندوستان بھیجا جائیگا۔ جو استحقاق رائے۔ مالیات اور کرنسی وغیرہ کے متعلق تحقیقات کرکے رپورٹ کریگا ؛

— سری نگر سے ۱۹ اکتوبر کی خبر ہے کہ مہاراجہ صاحب نے ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر کی ہے۔ جو سری نگر۔ اسلام آباد اور شوپیاں وغیرہ میں گولی چلنے کے واقعات کی تحقیقات کرکے رپورٹ کرے گی۔ اس کے صدر سر دلال۔ اور ممبر میر وارث محمود اور پنڈت چندر جی ایڈووکیٹ ہوں گے۔ ؛

— یہ خبر کہ نظام حیدرآباد حکومت کو روپیہ دیکر برار واپس لینا چاہتے ہیں۔ بالکل صداقت سے خالی بیان کی جاتی ہے۔ آپ واپسی کی کوشش تو کر رہے ہیں۔ مگر روپیہ دینے کے لئے تیار نہیں ؛

— پشاور سے اکالیوں کا جو جتھ ڈسکہ آرہا ہے۔ اس کے گوجر خاں پہونچنے پر مسلمانوں نے اس کی بہت آؤ بھگت کی۔ اور چونکہ ہندو زبردستی ان کے مذہب میں مداخلت کر رہے ہیں۔ اس لئے اس جبر کے خلاف اپنی رضا کارانہ خدمات پیش کیں۔ سیالکوٹ کے رضا کاروں نے بھی اس تعدی کے خلاف سکھوں سے اظہار ہمدردی کیا اور عملی امداد پیش کی ہے ؛

— راولپنڈی کے ایک سکھ ساہوکار کے گھر میں جب کہ کوئی مرد موجود نہ تھا۔ ڈاکوؤں نے داخل ہو کر چار عورتوں اور اتنے ہی بچوں کو قتل کر ڈالا۔ اور پچیس ہزار روپیہ لوٹ کر لے گئے ؛

— نیویارک سے ۱۸ اکتوبر کی اطلاع ہے کہ آج صبح مشہور سائنسدان مسٹر ایڈیسن فوت ہو گئے۔ آپ ۱۲ فروری ۱۸۴۷ء کو پیدا ہوئے تھے۔ ابتدائی عمر میں آپ فکر معاش کے لئے اخبار بیچا کرتے تھے۔ مگر بعد میں اپنی ذاتی کوشش اور محنت سے بے حد ترقی کی۔ آپ ایک ہزار کے قریب نئی ایجادوں کے بانی تھے۔ گراموفون بھی آپ ہی کی ایجاد ہے ؛

— مدراس کی کیتھولک انڈین ایسوسی ایشن کے سالانہ جلسہ میں یہ فیصلہ ہوا ہے۔ کہ آئندہ آئین میں اگر عیسائیوں کے لئے جداگانہ نیابت منظور نہ کی گئی۔ تو وہ پورے شدومد سے اس کانسٹی ٹیوشن کی مخالفت کریں گے۔ ؛

— امرتسر میں ۱۹ اکتوبر کو پولیس تمام دن مختلف مکانات کی تلاشیاں لیتی رہی۔ جو انقلاب پسندوں کی گرفتاری کے سلسلہ میں بیان کی جاتی ہیں ؛

— مقدمہ سازش میرٹھ کے ایک ملزم شوکت عثمانی انگلستان کی پارلیمنٹ کے لئے ایک حلقہ سے امیدوار کھڑے ہوئے ہیں۔ انگلستان کی کمیونسٹ پارٹی ان کی امداد کریگی ؛

— لندن میں ۱۸ اکتوبر کو تقریر کرتے ہوئے مسٹر لائڈ جارج نے کہا اگر ہندوستان میں حکومت کی پالیسی ذرا بھی نرم کردی گئی تو برطانیہ سیاسی اور اخلاقی طور پر تباہ ہو جائے گا۔ اور ہندوستان میں سول جنگ شروع ہو جائیگی ؛

— مولوی مظہر علی صاحب اظہر کا ایک تار ۱۸ اکتوبر کی شام کو سری نگر سے سیالکوٹ پہونچا۔ کہ جتھے تیار رکھیں۔ پرسوں آکر مفصل حالات بتاؤں گا۔ چنانچہ ایک عام جلسہ کیا گیا۔ اور جلوس نکالے گئے۔ ؛

— کشمیری مسلمانوں کے مطالبات پورا ہونے کے راستہ میں روکاوٹ پیدا کرنے کے لئے ریاست کشمیر کے ہندو سخت فتنہ انگیزی کر رہے ہیں۔ جموں کے کئی ہندو سری نگر پہونچ گئے ہیں۔ پنجاب سے بھی بھائی پرمانند۔ رائے بہادر مہر چند۔ رائے بہادر سیوک رام وغیرہ جا رہے ہیں۔ جلوس نکالے جاتے اور سخت اشتعال انگیز تقریریں کی جاتی ہیں۔ ؛

— شیشہ کی اشیاء بنانے والی بعض فرموں نے حکومت ہند سے استدعا کی ہے کہ اس صنعت کی حفاظت کی جائے

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا